اقراء
صبا اختر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اقرا

صہبا اختر

رُباعی

جو اُس سے ملا اُس کی حفاظت کی ہے
جو اُس نے کہا اُس کی اطاعت کی ہے
دیوان کسی اور نے بخشا ہے مجھے
مَیں نے تو فقط اِس کی کتابت کی ہے

دعائے انتساب

اے خدا

بحقِ رسولِ کریمؐ اس کتاب کا ثواب

اطہر نفیس مرحوم

کی روح کو عطا فرما دے

جملہ حقوق بحق سعیدہ اختر محفوظ

مصنف : صہبا اختر

ناشر : مکتبۂ ندیم ۱۲۹/۶۷ کے ایریا۔کورنگی کراچی

طباعت : ایجوکیشنل پریس کراچی

خطاط : منوّر بخت

سرورق : آذر زوبی

تعداد : گیارہ سو

قیمت : ۱۴۰/- روپے

سال اشاعت : ۱۹۸۱ء

ترتیب

عنوان	صفحہ نمبر
حمد	۱۵
اے حیّ و قائم	۱۷
حمد باری تعالیٰ	۲۱
نعت رسول پاکؐ	۲۳
رباعیات	۲۶
اے مرے معبود	۲۷
دعائے نیم شب	۲۸
ایک اور دعا	۲۹
التماس	۳۱
اقرار	۳۲
نعت	۳۳
ن ۔ ع ۔ ت	۳۴
ا ۔ ل ۔ م	۳۵
تین گواہ	۳۶
تفکّر	۳۷
لاشمار	۳۸
فیصلہ	۳۹
وہؐ	۴۰
لبیک لبیک	۴۱
مسافر	۴۲
تلاش	۴۳
اہتمام	۴۴
معجزہ	۴۵
صدا	۴۶
بارگاہِ ادب	۴۷
دوام	۴۸
میں نعت لکھوں	۴۹
مرکز	۵۰
ستارہ فروز	۵۱
حضوری	۵۲
دعائے ابراہیمؑ	۵۳
محرومی	۵۴

عنوان	صفحہ نمبر
احساس	۵۵
ایک خط	۵۶
ایک سیاہ شام	۵۷
نور کی پرچھائیاں	۵۸
صندوقِ شہادت	۵۹
شرط	۶۰
ساعت تحریر نعت	۶۱
ابتدا	۶۳
انقلاب	۶۵
طلوع سے پہلے	۶۷
عجز	۶۹
آیۂ رحمت	۷۱
اِصطفیٰ	۷۲
دیوان	۷۳
پہلے	۷۴
سفر	۷۵
آرزو	۷۶
مرے آقا	۷۷
ایک شعر	۷۸
سلام	۷۹

عنوان	صفحہ نمبر
قول	۸۰
حاکم ۔ محکوم	۸۱
تحیّر ۔ تواتر	۸۲
اگر	۸۳
اعلانِ حضور	۸۵
اس سے پہلے	۸۶
فرق	۸۸
چار سُو	۸۹
روشنی	۹۰
وظیفۂ کائنات	۹۱
خیر مقدم کا گیت	۹۳
سوالیہ	۹۵
گزارش کی حسرت	۹۶
سوال	۹۸
لاتحزن	۱۰۰
دامِ عنکبوت	۱۰۱
سہو	۱۰۳
جز محمدؐ	۱۰۵
ورودِ رسولؐ	۱۰۸
احسانات محمدؐ	۱۱۰

عنوان	صفحہ نمبر
سالارِ اعظمؐ	۱۱۲
اے شہنشاہِ عرب	۱۱۴
آئینِ درخشانی	۱۱۸
حضورِ سرکار	۱۲۰
تصوّرِ حضورؐ	۱۲۳
پیامِ رسالت	۱۲۶
بنامِ محمدؐ	۱۳۰
صلِ علیٰ	۱۳۶
وہی اوّل وہی آخر	۱۳۹

عنوان	صفحہ نمبر
اعلیٰ و معلّیٰ	۱۴۵
بارانِ نور	۱۴۹
نبیؐ	۱۵۶
فتحِ مکّہ	۱۶۱
منشورِ حیات و دستورِ کائنات	۱۶۹
انسانِ کامل	۱۷۴
تلاشِ حق	۱۷۹
یارانِ نعت	۱۸۹

نعتیں صفحہ ۱۹۳ سے ۲۵۵

آخری ورق ۲۵۶

دیباچہ

اپنے پہلے دیوان "سرکشیدہ" کے بعد میرا ارادہ تھا کہ میں اپنی طویل نظموں کا مجموعہ "سمندر" شائع کروں لیکن میرے مرحوم دوست اطہر نفیس نے مجھے مشورہ دیا کہ میں فی الحال اس مجموعے کو روک دوں اور اس کے بجائے اپنا نعتیہ کلام شائع کر دوں۔

خدا جانے مرحوم نے کس ساعت مبارک میں مجھے یہ مشورہ دیا تھا کہ میں نے فوراً اطہر کی بات قبول کر لی اور اب بفضلِ خدا اسے آپ کے سامنے پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں مگر افسوس کہ اطہر اسے دیکھنے کے لئے آج دنیا میں موجود نہیں ہے۔

میں یہ اعتراف کر لوں کہ ابتدائی طور پر جب میں نے اپنے نعتیہ کلام کا جائزہ لیا تو اُسے بہت محدود پایا۔ مجھے اپنی تنگدامنی سے بے حد شرمندگی محسوس ہوئی لیکن میں وعدہ بھی کر چکا تھا اور اعلان بھی، آرزو کے بعد تکمیلِ آرزو میں عجلت پسندی میری فطرت ہے، میں انتظار نہیں کر سکتا تھا سو۔ میں نے تہیّہ کر لیا کہ کم سے کم مدّت میں۔ مَیں زیادہ سے زیادہ لکھ کر۔ اپنے نعتیہ کلام کی اِس کمی کو پورا کر لوں گا۔

ابتدا میں اس کتاب کا مشکل سے چوتھائی حصہ بصورتِ کلام میرے

پاس موجود تھا۔ اور بس۔

پھر یوں ہوا کہ میں نے دعا کی۔ اے ربّ العالمین۔ میری مدد فرما ہاتھ میں قلم اور میز پر سادہ کاغذ رکھ کر۔ میں نے عالمِ خیال میں درِ رسُولؐ پر صدا لگائی۔ اے مدینۂ علمؐ۔ اے رسُولؐ برحق مجھے خیال دے، لفظ دے، اظہار دے، بیان دے، وہ توفیق عطا فرما جو نعت سرائی کا سرور اور احساس و افکار کا نور بن سکے۔

بحمد للہ میری دعا مستجاب، اور میری عاجزانہ صدا کامیاب ہوئی۔

اِس دن کے بعد، بلکہ اسی ساعت سے نئی نعتیں سوچنا اور لکھنا میرا معمول بن گیا۔ اکثر تو یوں ہوا کہ سرِ شام لکھنے بیٹھا تو دوسرے دن صبح تک لکھتا رہا۔ مسلسل کرسی پر بیٹھ کر لکھتے رہنے سے میری کمر میں ایسا درد ہو گیا کہ ڈاکٹر نے سارے کام بند کر کے فرش پر سیدھے لیٹے رہنے کی تاکید کر دی اور مستقل دواؤں کا سلسلہ جاری کر دیا۔ لیکن مسئلہ پھر وہی تھا۔ انتظار کا۔ اور انتظار میرے لئے ناممکن تھا۔ دواؤں سے قطع نظر، میں نے پھر دعاؤں کا سہارا لیا اور بفضلِ خدا جلد ہی ٹھیک ہو گیا اور پھر وہی سلسلہ شروع ہو گیا۔

اس تحریر و تصنیف کے درمیان۔ اس عالمِ غور و فکر میں مجھے۔ یوں محسوس ہوتا رہا جیسے ایک مبارک اور مقدس روشنی۔ مجھ پر مسلسل خیالوں کی بارش کر رہی ہے یا جیسے کوئی ابرِ رحمت ہے جو لگاتار میرے دامن کو موتیوں سے بھرے جا رہا ہے۔ اس عالمِ سرشاری میں ہر جھلک، ہر خیال۔ ہر شعر، ہر نعت ہر نظم کے بعد۔ میری زبان سے کلمۂ تشکر۔ ادا ہوتا رہا۔

میں جانتا ہوں کہ تمام اصنافِ سخن میں نعت ایک مشکل ترین صنف ہے اِس کے لیے کمال تحمّل، احتیاط اور صبر کی ضرورت ہے لیکن میں کیا کروں میرے دل میں ایک ایسا شعلہ جاگ چکا تھا جس نے مجھے صبر کے بجائے ایک عجیب طرح کی عجلت، اضطراب، بیقراری اور بے صبری کے حوالے کر دیا۔

ویسے بھی میں اندر سے بہت ویران اور تنہا آدمی ہوں وہ زندگی کا راستہ ہو یا ادب کا۔ تنہا روی میرا مقدّر ہے۔ محنت اور مشقت کی صلیب ہمیشہ میرے شانوں کی زینت رہی ہے مجھ پر آج تک کوئی ایسا سورج طلوع نہیں ہوا جس نے کہا ہو۔ "آج آرام کر"۔ نہ ہی کسی ایسی رات کا نزول ہوا جس نے کہا ہو "آج مت جاگ"۔ لیکن نعت لکھنے کے اس درمیانی عرصے میں مجھے ایک عجیب روحانی انبساط اور نورانی نشاط کا تجربہ ہوتا رہا۔ مجھے یوں لگا جیسے میں اب تنہا نہیں ہوں جیسے ایک روشنی کا دائرہ۔ میرے ارد گرد اپنی تمام نغمہ سامانیوں کے ساتھ موجود ہے۔

میرا یہ کلام کیسا ہے اس کے بارے میں کچھ کہنا میرے لئے اس لئے ممکن نہیں ہے کہ یہ محض عطائے ربّانی ہے۔ میں نے تو صرف اتنا کیا کہ ایک گوشۂ نیم روشن میں، انؐ کے نام سے لَو لگا کر بیٹھ گیا۔ پھر اس کے بعد روشنی کہاں سے آئی مجھے نہیں معلوم۔ صرف عام قاری کے لئے اتنا کہنا چاہوں گا کہ میرا کلام محض عقیدت کے رسمی اظہار، یا نعت کی مروّجہ روایت پسندی پر موقوف نہیں ہے میں نے اس میں کچھ نئی جہتوں کو چھونے اور کچھ نئے اوراق الٹنے کی بھی کوشش کی ہے۔ موجودہ نعت کا رِشتہ۔ عقیدت کی سطح سے بلند ہو کر۔ ادب کی اعلیٰ تر

سطح سے مل چکا ہے۔ اب نعت۔ دل و دماغ کا مشترکہ سرمایہ ہے۔ اب یہ محض ذریعۂ ثواب اور نجات نہیں رہی۔ بلکہ رسولؐ اور حیاتِ رسولؐ۔ اسلام اور روحِ اسلام۔ کائنات اور مقصدِ کائنات کے افہام و تفہیم کا ذریعہ اور وسیلہ بھی بن چکی ہے۔ مجھے امید ہے کہ میرے دوست میری ان نعتوں کو ایک وسیع تر کینوس اور ایک بلند تر مقصد کے حوالے سے دیکھنا پسند کریں گے۔

مجھے افسوس ہے بلکہ کمالِ افسوس کہ نامہربان زندگی نے مجھے اتنی فرصت نہیں دی کہ میں اور وہ سب کچھ لکھ سکتا جو ابھی تک "ناگفتہ" ہے اور نہ ہی میری تنگ دامنی۔ کسی ضخیم مجموعے کے اخراجات کی متحمل ہو سکتی ہے ورنہ جی تو یہ چاہتا ہے کہ نعت۔ دریا دریا لکھوں اور سمندر سمندر پہ چھاپوں۔

اِس ضمن میں ایک اعتراف اور بھی ضروری ہے اور وہ یہ کہ میں نے اپنے اشعار میں کچھ عربی کے الفاظ، جن میں اسمائے رسولؐ بھی شامل ہیں اُسی طرح اسی تلفظ کے ساتھ استعمال کئے ہیں جس طرح وہ اردو میں مستعمل ہیں یا بولے جاتے ہیں۔ اسے آپ میری عربی سے عدم واقفیت بھی سمجھ سکتے ہیں اور میرا جہل بھی یہ میرا عجزِ بیان بھی قرار دیا جا سکتا ہے اور اگر آپ کو کوئی رعایت دینا مقصود ہو تو اسے آپ ضرورتِ شعری بھی کہہ سکتے ہیں۔ اس باب میں ہر دلیل سے قطع نظر۔ اور ہر مثال سے درگذر کرتے ہوئے امید ہے کہ آپ میری معذرت قبول فرمائیں گے۔

ایک اور گذارش وہ یہ کہ اختلاف کی صورت میں معذرت کے ساتھ عرض کر دوں کہ رسولؐ کے بارے میں میرا عقیدہ یہ ہے کہ میں انہیں آنی و فانی

شئے نہیں سمجھتا ہوں بلکہ روحانی طور پر حاضر و ناظر سمجھتا ہوں اور میرا کلمہ میرے اس عقیدے کی بنیادی اساس ہے۔ میں اپنے رسُول کو ازل اور ابد کی مسافتوں پر محیط سمجھتا ہوں۔

مقامِ مسرت ہے کہ کاروانِ اسلام چودہ صدیوں کا طویل سفر طے کرکے پندرہویں صدی ہجری میں داخل ہوگیا۔ خدا سے دُعا ہے کہ اس نئی صدی کے آغاز پر صرف عالم اسلام کو ہی نہیں بلکہ تمام عالم انسانیت کو بے کراں رحمتوں اور برکتوں سے نوازے۔ آج جب ساری دنیا شدید ہیجان اور بحران کا شکار ہے اور دنیا ایک عالمگیر مایوسی میں گرفتار ہے یہ نئی صدی۔ ایک گہرے اندھیرے میں ایک کرن بن کر پھوٹی ہے۔

تفصیل سے قطع نظر کیپٹل ازم، کمیونزم، سوشلزم، سیکولرازم اور دوسرے مکاتیبِ فکر وقت کی کسوٹی پر گھسنے کے بعد اپنا جادو یا کھو چکے ہیں یا کھو رہے ہیں۔ ان کے درمیان بھی ہر جگہ اندرونی اور بیرونی طور پر ہوسِ اقتدار کی جنگ جاری ہے۔ مساوات، اہنسا، عدم تشدد، انصاف، صداقت، انسانیت، امن، سلامتی، خیر سگالی اور تمام HUMAN CHARTERS صرف کتابی اور نمائشی الفاظ ہیں۔ سپر پاورس کے پاس صرف ایٹم بم ہی نہیں ویٹو کا ہتھیار بھی ہے تباہی یوں بھی ہے اور یوں بھی۔

کرۂ ارض پر قدرت کے اُگائے ہوئے جنگل جس قدر گھٹ گئے ہیں انسانوں کے جنگل اسی قدر بڑھ گئے ہیں۔ تہذیب و تمدن، ارتقاع و ارتقاء کے تمام نعروں کے باوجود۔ ساری دنیا میں آج بھی "جنگل کا قانون" جاری و ساری ہے۔ آج بھی ساری دنیا میں صرف طاقت اور دولت کی حکمرانی ہے۔ صداقت اور

انسانیت آج بھی محکوم ہیں۔ کمزور اور غریب ہر جگہ کمزور اور غریب ہیں دنیا پتھر کے دور سے نکل آئی لیکن اپنی سنگدلی فراموش نہیں کر سکی۔

عالم اسلام بھی صرف ایک جغرافیائی اصطلاح یا تاریخی ضرورت ہے۔ نام نہاد عالم اسلام میں بھی اور سب کچھ موجود ہے مگر حقیقی اسلام نہیں ہے صرف اسلام کے کچھ ادھورے نقوش اور کچھ دھندلے سائے ہیں۔ مگر اس عالمگیر منافقت کے اندھیرے میں آج بھی صرف محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم مبارک، صداقت اور حقانیت کا نور بن کر جگمگا رہا ہے صرف اسلام کی طرف مراجعت ہی نجات کا راستہ دکھا سکتی ہے۔ اسلامی فلسفۂ حیات. آج بھی دنیا کے تمام معلوم فلسفوں سے بہتر ہے۔ قصور اسلام کا نہیں بلکہ بے عمل مسلمانوں کا ہے۔ مسلمان اپنی اجتماعی دولت اور طاقت کے سہارے بہت کچھ حاصل کر سکتے ہیں۔ دین بھی اور دنیا بھی۔ شرط صرف صداقت کی ہے۔ مجھے محسوس ہو رہا ہے کہ حرا کا خلوتی ؐ ایک بار پھر کوہ صفا کی بلندیوں سے صرف ہم کو نہیں بلکہ تمام عالم انسانیت کو آواز دے رہا ہے۔ ایک بار پھر لبیک لبیک یا سیدی کہنے کا وقت آگیا ہے۔

لیکن ٹھہریئے۔ اس آواز کی طرف بڑھنے سے پہلے۔ آپ کو صرف اپنے جسم کو نہیں بلکہ ضمیر کے دھبوں اور روح کے داغوں کو بھی دھونا ہو گا۔

اسی روشنی تک رسائی حاصل کرنے سے پہلے آپ کو آدمی سے انسان انسان سے مسلمان۔ اور مسلمان سے مسلمان تر ہونے کے عمل سے گزرنا پڑے گا خدا۔ خدا کے خوف کے بغیر نہیں ملتا۔ صداقت کا چراغ منافقت کے

طاق میں روشن نہیں رہ سکتا۔

اجتماعی فائدہ۔ انفرادی ایثار کی کوکھ سے جنم لیتا ہے۔

نعت ذکرِ رسولؐ ہے۔ ذکرِ رسولؐ۔ ذکرِ خدا کا دوسرا نام ہے اس ذکر کے لئے، دل و دماغ کی گواہی اور اس گواہی کے بعد اس پر عمل اور اس عمل کے لئے خلوصِ نیت اور صدقِ قلب کی ضرورت ہے۔ اخلاص ہے تو سب کچھ مل جائے گا۔ ورنہ کچھ نہیں۔

آخر میں اس دعا کے ساتھ رخصت طلب ہوں کہ اگر اس مجموعے میں مجھ سے دانستہ یا نادانستہ کوئی سہو، کوئی غلطی، کوئی کوتاہی، کوئی فروگذاشت کوئی علمی یا معنوی لغزش سرزد ہو گئی ہو تو میرا ربّ بھی اسے معاف فرمائے اور میرا رسولؐ بھی۔

نئی صدی ہجری کے مبارک آغاز پر میں "اقرار" آپکی خدمت میں بطور تحفہ پیش کر رہا ہوں اسے قبول فرمایئے اور دعا کیجیے کہ یہ بارگاہِ خدا و رسولؐ میں بھی شرفِ قبولیت سے سرفراز ہو۔

دعاؤں کا طالب

صہبا اختر

حمد

لکھی ہے حمد کہ الحمد، میرا ربّ تو ہے
کہ میرے دل کی صدا، میرا نطقِ لب تو ہے

ترا جمال ہے کل کائنات کو گھیرے
یہ مہر و ماہ، حجاباتِ نور ہیں تیرے
مجھے خبر ہے تجلّیٔ روز و شب تو ہے

کبھی مہکتے ہوئے برگ و گل کی خوشبو ہے
کبھی برستے ہوئے بادلوں کا جادو ہے
کبھی بھڑکتی ہوئی آگ کا غضب تو ہے

صدا نہیں ہے مگر تو سُنائی دیتا ہے
تو صرف اندھے یقیں کو دِکھائی دیتا ہے
جسے نگاہ نہ دیکھے وہ بوالعجب تو ہے

تری تلاش میں، روحِ شہود میں گم ہوں
قدم قدم پہ رکوع و سجود میں گم ہوں
نفس نفس کی صدائے ادب ادب تو ہے

دلِ حزیں کے لیے مہربانِ آخر ہے
کہیں اماں نہ ملے تو امانِ آخر ہے
ہجومِ یاس میں سر چشمۂ طرب تو ہے

انائے محض کی ساری تعلّیاں تیری
صفات و ذات کی ساری تجلیاں تیری
ہر ایک حرف کا سرمایۂ ادب تو ہے

بیانِ حق کے لیے لوح بھی قلم بھی توُ
مرا وجود بھی تو اور مرا عدم بھی توُ
کہ ہر وجود و عدم کے لیے سبب تو ہے

تمام دہر کی رازق، رَبوُبیت تیری
کہ نیک و بد سے ہے بالا، الوُہیت تیری
تو بے نیاز ہے پر بے نیاز کب تو ہے

وہ اشک ہوں کوئی چنتا نہیں جسے یارب
ترے سوا کوئی سنتا نہیں جسے یارب
مرے وجود کی وہ آہِ نیم شب تو ہے

جبیں کا داغ نہیں غیر کی جبیں سائیُ
مجھے قبول ہے، کون و مکاں کی تنہائیُ
بلا سے کوئیُ نہیں میرے ساتھ جب تو ہے

اے حیّ و قائم

اے ورائے گمان و قیاس و خیال
میرے قلب و نظر میں ہے تیرا جمال

خاکداں، خاکداں تیری عظمت کا نور
آسماں، آسماں تیرا جاہ و جلال

ہر جہت بے جہت تیرا جلوہ محیط
وہم ہیں شرق و غرب و جنوب و شمال

نورِ دائم ہے تو، حیّ و قائم ہے تو
ماسوا تیرے سب کا مقدر زوال

لامکاں، لازماں، بیکراں بے نشاں
تیرا ادراک مشکل ہے اور تو محال

تیری عظمت کی تصدیق ہے ہر بہار
تیری رحمت کی تخلیق ہے برشگال

تو ہی دانے کو دیتا ہے تابِ نمو
ورنہ رزّاق ہو خاک کی کیا مجال

تو ہی راتوں کو دیتا ہے نورِ سحر
تو ہی ذرّوں کو کرتا ہے سورج مثال

تو ہی تقدیرِ عالم سے ہے آشنا
تجھ پہ روشن ہے کون و مکاں کا مآل

تیری ہی سمت ہے رجعتِ ہر بشر
ہجر کے بعد ہے صرف تیرا وصال

سرمۂ چشمِ دنیا بنی اس کی خاک
تیرے رستے میں جو بھی ہوا پائمال

اس پہ باطل کے لشکر ہوئے بے اثر
تیرا اسمِ گرامی بنا جس کی ڈھال

اِک کرن جس کو دانش کی تجھ سے ملی
اُس نے پھینکے مہ و مہر پر اپنے جال

ایک ذرہ جسے علم کا مل گیا
اُس نے سورج کی صورت تراشے خیال

تو نے قطرہ جسے فکر کا دے دیا!
اُس نے گہرے سمندر بھی ڈالے کھنگال

نعمتوں کا تری کس طرح ہو شمار
خضرؑ کی عمر ہو تب بھی ہے یہ محال

میں ہوں تیرے محمدؐ کا حلقہ بگوش
تجھ پہ ایمان رکھتا ہوں بے قیل و قال

صرف تیرا کرم ہے مری زندگی
صرف تیری عطا ہیں مرے ماہ و سال

اس کے دامن کو رکھتا نہیں تو تہی
تیری رحمت سے کرتا ہے جو بھی سوال

مجھ سے جاہل کو تو نے کیا سرفراز
مجھ سے گونگے کو تو نے کیا خوش مقال

تو نے سب کچھ عطا کر دیا ہے مجھے
تیرا بندہ ہوں میں، کم نہیں یہ خیال

مجھ کو اپنے لیے کچھ نہیں چاہیئے
کوئی رتبہ نہ مسند نہ مال و منال

میری دولت ہے میری متاعِ وفا
میں ہوں اپنی فقیری میں بھی مست حال

صرف اتنی دعا ہے کہ پروردگار
میرے ملک و وطن کا سفینہ سنبھال

میری ملت کے افلاس کو دور کر
میرے ہر سنگ سے جوئے دولت نکال

اپنے اکرام کی بارشِ نور سے
سارے چہروں سے دھو دے غبارِ ملال

میری ملت کی تابانیوں کے لیے
میری خاکِ وطن پر ستارے اُچھال

روشنی دینے والے مہ و مہر کو
جن کے دل ہیں سیاہ اُنکے دل بھی اجال

جن کے سینے ہیں حبِ وطن سے تہی
حبِّ ملت بھی کچھ ان کے سینوں میں ڈال

دولتِ اتحادِ وطن بخش کر
ہم کو آزاد پرچم سے رکھ مالامال

میری ملّت کے ہر فرد کو اے خدا
پستیوں سے اٹھا اور عطا کر کمال

حمد باری تعالیٰ

الاحد، الصمد، الحکم، الحکیم
الخبیر، الکبیر، البصیر، العظیم

صبح کرتی ہے جب تیرگی سے ظہور
بن کے سورج ابھرتا ہے تیرا ہی نور
بادلوں کے کھلے بادباں بھی ترے
نیلگوں، بیکراں آسماں بھی ترے

خاک و افلاک ہیں تیرے زیرِ نگین
سب پہ حاوی ہے تو اسرع الحاسبین
سب کا حاکم ہے تو احکم الحاکمین

الجلیل، المقیت، السلام، الرحیم
الغفور، الشکور، الحلیم، الکریم

تیری عظمت چھپی کوہساروں میں ہے
تو ہی چاندی رچے آبشاروں میں ہے
تجھ سے ملتے ہیں باغوں کو برگ و ثمر
تجھ سے پُر نور و ضو ریز شمس و قمر
تیری رحمت سے زرخیز ہے یہ زمین

سب یہ تیرا کرم، ارحم الراحمین
سب کا حاکم ہے تو احکم الحاکمین

العزیز، القدیر، اللطیف، المجید
الرفیع، السمیع، العلیٰ المجید

تُو ہی نیلے سمندر کا جاہ و جلال
تُو ہی ہر دشت و گلشن کا حُسن و جمال
تُو ہواؤں، فضاؤں، خلاؤں میں ہے
تُو اجالوں، شراروں، شعاعوں میں ہے

تیری تخلیق ہے ایک سے اک حسین
سب کا خالق ہے تو احسن الخالقین
سب کا حاکم ہے تو احکم الحاکمین

الحفیظ، الودود، الغنی، المجیب
الوکیل، الکفیل، العلیم، الحسیب

تُو ہی اعلیٰ بھی ہے تو ہی بالا بھی ہے
تُو ہی غارِ حرا کا اجالا بھی ہے
تو ہی کعبے کی حرمت کی تنویر ہے
تو ہی ساری دعاؤں کی تاثیر ہے
تو ہی سب کا خدا، تو ہی سب کا امین
سب کی سنتا ہے تُو اسمع السامعین
سب کا حاکم ہے تو احکم الحاکمین

نعتِ رسولِ پاک

(مبنی بر اسمائے مبارک)

اے خلیلؐ و کلیمؐ و منیرؐ و نجیبؐ
اے مطیعؐ و شفیعؐ و سمیعؐ و قریبؐ
امّیؐ و ہاشمیؐ، اے فصیحؐ و خطیبؐ
اے رشیدؐ و شہیدؐ و عزیزؐ و حبیبؐ
افسرِ اتقیاءؐ، سرورِ اصفیاءؐ
صادقؐ و ناطقؐ و طیبؐ و مرتضیٰؐ

حاشرؐ و قاسمؐ و سرفراز و مبینؐ
والیؐ اولیاءؐ سید الافضلینؐ

اے محمدؐ بھی حامدؐ بھی محمودؐ بھی
عابدؐ و ساجدؐ و نورِ مسجود بھی
اے بشیرؐ و نذیرؐ اے تقیؐ اے نبیؐ
اے سراجؐ و یتیمؐ و عظیمؐ و غنیؐ
عظمتِ بیکراں، رحمتِ مستقل
مومنؐ و ناصرؐ و طاہرؐ و پاک دل

حافظؔ و واعظؔ و مستجیب و امینؔ
خاتم الانبیاءؔ، خاتم المرسلینؔ

صاحبِ تاج و معراجؔ و خیر الوریٰ
آپ صلِّ علیٰ مجتبیٰؐ، مصطفیٰؐ
آپ صدر العلیٰ، آپ نور الہدیٰ
آپ شمس الضحیٰ، آپ بدر الدجیٰ
نورکش آپ کا سدرۃ المنتہیٰ
قابَ قوسین تک آپ کے نقشِ پا

مرحبا مرحبا، سیّد السالکینؐ
حبّذا، حبّذا، سیّد الساجدین

عین قربِ خدا، آپ کی انتہا
عرش تک آپ کا نور منزل رسا
آپ کا نام، منقوشِ لوح و قلم
آپ فخرِ عربؐ، آپ نازِ عجمؐ
آپ ہیں صاحبِ لطف و جود و کرم
آپ خیرِ جہاں، آپ خیر الاممؐ

آپ کے نغمہ گر، آسمان اور زمین
سیّد الاوّلینؐ، اشرف الآخرینؐ

آہ یہ میرے انفاس کا زیر و بم
چاہتے ہیں ثبات آرزو کے قدم
ہوں غلام آپ کا اور رہینِ اَلم
سوئے صہبا بھی ہو اِک نگاہِ کرم
زنگ آلود ہے، آب و تابِ قلم
سہہ رہا ہوں بہت تیرگی کے ستم
روشنی، روشنی، آفتابِ مُبین
سرورِ دوسرا، رحمتہ العالمین

رباعیات

آیات کو قانون کیا ہے جس نے
انسان کو مامون کیا ہے جس نے
اُس مومنِ کامل کا محمدؐ ہے نام
ایمان کو ممنون کیا ہے جس نے

آفاقِ سمائی کو جھکے دیکھ لیا
اِس عالمِ خاکی کو رُکے دیکھ لیا
آیاتِ ہمہ نور میں ہے عکس ترا
قرآن کو دیکھا تو تجھے دیکھ لیا

اس میرے تصوّر کا خدا ناظر ہے
کیا چیز ہے مدحت کا نشہ ظاہر ہے
جیسے ہی قصیدے کا کیا میں نے خیال
جبریل یہ بولا کہ قلم حاضر ہے

اے مرے معبود

جس سے در یوزہ گرِ شہرِ معانی بن سکوں
میرے ہاتھوں میں مرے معبود وہ کشکول دے
میرے اِک اِک لفظ میں
آسمانی بارشوں کو گھول دے
چشمۂ عرفان کے لعل و گہر
مجھ تہی دستِ جہاں کو آنسوؤں کے مول دے
میرے دِل کی روشنی
ایک میزانِ سحر میں تول دے
حسنِ نعتِ مصطفٰے کے واسطے
چاندنی کے حرف مجھ کو روشنی کے بول دے
مجھ پہ آفاقِ سخن کر منکشف
اور لطفِ بیکراں سے میرا سینہ کھول دے

دعائے نیم شب

اے رؤف و رحیم   اے سمیع و بصیر
اپنی رحمت سے کر   مجھ کو روشن ضمیر
مجھ تہی دست کو   قلبِ درویش دے
یا نگاہِ فقیر
تیرا محبوبؐ تھا   روشنی کا سفیر
مجھ کو توفیق دے   نعت جب میں لکھوں
میرے مصرعے بنیں   کہکشاں کہکشاں
روشنی کی لکیر
نام چمکے مرا
مثلِ بدرِ منیر

ایک اور دُعا

بے شک ہے خدائے لم یزل تو
زیبا ہے تجھی کو ہر خدائی

چھایا ہے مکان و لامکاں پر
تیرا ہی جلالِ کبریائی

اظہار و بیان و ذکر تیرا
امکانِ لُغت سے ماورائی

مدت سے مرے دل و نظر پر
طاری ہے ملالِ نارسائی

کرتا ہے سدا جمال تیرا
ہر شب کو عطا سحر قبائی

میں خفتہ نصیب چاہتا ہوں
ظلمت میں ستارہ آزمائی

یہ دِل ہے، ہمہ سوال میرا
یہ ہاتھ ہیں کاسۂ گدائی

یارب مری فکر کو عطا کر
سرمایۂ نعتِ مصطفائی

التماس

اے رسولِؐ کبریا
آپ نے حسانؓ سے جب قصیدہ تھا سنا
تو صلے کے طور پر
شاد ہو کر خدمتِ حسانؓ سے
اِک مبارک خسروانہ شان سے
انتہائی لطف سے احسان سے

آپ نے فرمائی تھی حسانؓ کے حق میں دعا
اے خدا روح الامیںؑ کو کر دے اس کا ہم نوا

میں بھی حسانی ہوں آقاؐ، مجھ کو بھی کوئی صلا
میرے بھی حق میں دعا
اے رسولِؐ کبریا
اے رسولِؐ کبریا

اقرار

کرنیں ہیں تارِ عنکبوت

یہ چاندنی ہے اِک ردا
انوار میں لپٹی ہوئی

یہ رات ہے غارِ حرا
اِن انجم و مہتاب میں

قرآن ہے بکھرا ہوا
اور یہ سکوتِ نیم شب

جیسے لبِ جبریل کی
اک نور سے بوجھل صدا

اِک گونج بن کر دمبدم
یہ کہہ رہی ہو برملا

ہاں دیکھ اے جویائے راز
ہاں دیکھ اے حیرت زدہ

اب بھی سرِ لوحِ فلک
ہے ہر طرف لکھا ہوا

اقراء باسم ربک
اقراء باسم ربک

نعت

ہمہ قضا، ہمہ قدر
ہمہ مقدّرات ہے
ہمہ نظر، ہمہ خبر
ہمہ مکاشفات ہے
غروبِ حرفِ ماسوا
طلوعِ اسمِ ذات ہے
مرے خیال و فکر کی
متاع معجزات ہے
سرِ کشاکشِ فنا
وسیلۂ ثبات ہے
سرِ تموّجِ اجل
سفینۂ حیات ہے

کہ میری جو بھی نعت ہے
عریضۂ نجات ہے
صِلہ اب اُس کے ہاتھ ہے

ن ع ت

ن سے ہے نبیؐ ، ع سے عبدہٗ اور ت سے تقیؐ
تین حرفوں سے ہے
دل کی تابندگی ، جاں کی رخشندگی ، حق کی پائندگی
نعت جس نے کہی
اُس کو بخشی گئی ، اُس پہ بارش ہوئی جاوداں زندگی

ال م

الف لام میم — ہے رازِ عظیم
الف سے اِلہ — پسِ لام لا
سرِ میم گم — محمدؐ کی میم

الف لام میم — ہے صوتِ رجا
کہ آوازِ بیم — الف لام میم
ہے رازِ عظیم

نہ سمجھے جنوں — نہ عقلِ سلیم
نہ جانے حرم — نہ جانے حریم

الف لام میم — بگوشِ چمن
صدائے نسیم — کلامِ خدا
بنامِ کلیمؑ

تین گواہ

کم سنوں میں
سب سے پہلے
ایک بچّے نے کہا
آپ کے دامن میں گلزارِ رسالت کے ہیں پھول
عورتوں میں سب سے پہلے
ایک بی بی نے کہا
آپ کا اعلانِ حق ہے دیدہ و دِل سے قبول
اور بزرگوں کی صفوں میں سب سے پہلے اِک بزرگ
آپ پر ایمان لاتے اور کہا
یا محمدؐ آپ ہیں بے شک رسوؐل
آپ پر ایمان لائے ابتدا میں صرف تین
ان گواہوں کی طرح
دے رہے ہیں جو گواہی آپ کی
وہ بھی ہیں گنتی میں تین
آسماں ، جبریلؑ ، قرآنِ مبین

بسترِ فرشِ زمیں ہے اور میں
سامنے عرشِ بریں ہے اور میں

دِل پہ ہے بارانِ اسمائے رسولؐ
ایک فکرِ انجمیں ہے اور میں

اِک سکوتِ دلربائی ہے محیط
اِک صدائے دل نشیں ہے اور میں

ہو رہا ہے غور تازہ نعت پر
رات ہے روح آفریں ہے اور میں

لاشمار

کتنی موجیں رقص میں ہیں خاک کے چاروں طرف
کتنے گوہر پانیوں میں ہیں بہ اندر صدف
اس زمیں کی وسعتوں میں کس ہوا کو ہے خبر
کس قدر خاشاک و خس ہیں کتنے اشجار و ثمر
منکشف یہ ہو سکا کس صاحب ادراک پر
آسماں پر کتنے تارے گل ہیں کتنے خاک پر
کون ان دریاؤں میں سمٹے ہوئے قطرے گنے
کون ان صحراؤں میں پھیلے ہوئے ذرّے گنے
کون ہے جو ہر نظر آفاق کی صورت تکے
کون ہے جو چاند اور سورج کی کرنیں گن سکے
دیکھتے ہیں سب فضاؤں کو سحاب اندر سحاب
کون ہے جو کر سکے بارش کے قطروں کا حساب
یہ اگر ممکن نہیں تو عالم حکمت شعار
کیا محمدؐ مصطفےٰ کی عظمتوں کا ہو شمار
وزن سورج کا کھلا ہے کب کسی کے دھیان پر
روشنی کو کون تولے، عقل کی میزان پر

فیصلہ

کوئی صبحِ زندگی سے تا شبستانِ عدم
آپؐ کا ہمسر نہیں

عالمِ فکر و نظر میں، تابشِ لوح و قلم
آپؐ سے بہتر نہیں

نسلِ آدم پر کسی فرزندِ آدمؑ کا کرم
آپؐ سے بڑھکر نہیں

وہ

وہ جو زندہ آج ہیں
اور زندہ ہوں گے کل
اُن میں وہ زندہ ترین

اور وہ جو مر گئے
جو ازل سے آج تک
بن چکے رزقِ زمین
اُن میں بھی بعد اجل
صرف وہ زندہ ترین
سب گماں ہیں وہ یقین

لبیک لبیک

آفاق آفاق، انجم چکاں
خورشید خورشید نورِ رواں
مہتاب مہتاب تو روشنی
لبیک لبیک یا سیّدی

ہر سانس آواز تیرے لیے
اعجاز، اعزاز تیرے لیے
میزان، قرآن، پیغمبری
لبیک لبیک یا سیّدی

وجدان، عرفان کے نغمہ گر
اِک بار آواز تو دے اگر
قربان سو بار یہ زندگی
لبیک لبیک یا سیّدی

مسافر

نوازنِ نوائے راز — سرِ حرا ستارہ ساز
نمودِ زیست کا سبب — تو خلقِ دہر کا جواز
حقیقتوں کی روشنی — چراغِ عالمِ مجاز
بنامِ عالمِ بشر — طلوعِ خاورِ حجاز
دیارِ ریگ و سنگ میں — شعارِ آئینہ طراز
جو صوتِ دل ہے دمبدم — وہ دل نشین و دِل نواز
اسیر جس کا آسماں — وہ سربلند و سرفراز
وہ مہر جس کے نور سے — مہ و نجوم کو نیاز
بشر کہ جس کے نام پر — قبیلۂ بشر کو ناز

ازل ابد کے درمیاں
مسافرِ رہِ دراز

تلاش

تری کتابِ فکر کا — ہر اک سحر مقدّمہ
ترا کلام نغمگی! — ترا سکوت زمزمہ
بتا تو کون ہے تری — تجلّیٔ مسلّمہ
مدینۂ منوّرہ — کہ مکّۂ معظّمہ

ترا جمال کُو بہ کُو — ترا جلال چار سو
تری شمیمِ پاک سے — نفس نفس ہے مشکبو
مری نگاہ کر چکی — ہزار اشک سے وضو

بہت قریب ہے مگر
کہاں ہے تو کہاں ہے تو

اتمام

ہُوا وہ دِل کے اندھیروں میں اس طرح روشن
کہ جیسے رات کے پہلو میں چاند کی قندیل
متاعِ نور لیے جب وہ خاک پر آیا
مہ و نجوم سرِ شہرِ جاں ہوئے تشکیل
اُسی پہ ختم ہوا سلسلہ رسالت کا
اُسی پہ ختم ہوئی ہر مسافتِ جبرئیل
وہی تمام رسولانِؑ ماسلف کی مراد
وہی نویدِ مسیحاؑ، وہی دعائے خلیلؑ

معجزہ

یہ ماجرا شبِ انسانیت نے دیکھا ہے
مکینِ غارِ حرا ماہتاب دے کے گیا
ہٹا کے دوش سے دنیا کے دھوپ کی چادر
بنامِ سایۂ رحمت سحاب دے کے گیا
بدل کے رکھ دیا جس نے نظامِ کہنہ کو
دل و نگاہ کو وہ اِنقلاب دے کے گیا
مہ و نجوم کی میزانِ ضَو بہ ضَو لیکر
حساب داں جو نہیں تھا حساب دے کے گیا

یہ معجزہ ہے عجب، کارگاہِ حیرت کا
کتاب خواں جو نہیں تھا کتاب دے کے گیا

صدا

یہ عالمِ صفات ہے جس کی قبائے ذات
پھیلائے وہ گلیم تو معراج کی ہو رات
وہ مسکرا پڑے تو تبسم کرے حیات

وہ عالمِ رکوع میں ، قوسِ تجلیات
سجدے میں سر جھکائے تو جھک جائیں شش جہات
محوِ قیام ہو تو صدا دے یہ کائنات

قَد قامَت الصلوٰۃ
قَد قامَت الصلوٰۃ

بارگاہِ ادب

جسے سلام کریں ہفت آسماں جھک کر
ستارہ کار ہے وہ بندۂ جلیل یہاں

یہیں سے پیاس بجھاتی ہیں چاند کی کرنیں
لگی ہوئی ہے مئے نور کی سبیل یہاں

پیمبروں کا تعلق اسی مقام سے ہے،
کبھی کلیمؑ یہاں ہیں کبھی خلیلؑ یہاں۔

یہ بارگاہِ ادب ہے نظر سنبھل کے اٹھا
کہ پر سمیٹ کے آتے ہیں جبرئیل یہاں

دوام

اندھیرا کفر کا چھایا ہے جب تک
تجلّی صورتِ کعبہ رہے گی

ثبوتِ زندگی تیرا یہی ہے
کہ تیری روشنی زندہ رہے گی

قیامت جب تلک آتی نہیں ہے
تری رحمت یونہی برپا رہے گی

نہ تجھ سے پیشتر دنیا بنی تھی
نہ تیرے بعد یہ دنیا رہے گی

میں نعت لکھوں

ظلمت میں ستاروں کی حکایات کہیں لوگ
لفظوں کو مرے نور کی برسات کہیں لوگ

پھولوں کے تبسم کو کریں فکر سے تعبیر
موجوں کے تلاطم کو مری بات کہیں لوگ

جو شعر، سرِ گوشۂ عزلت کروں تحریر
اس شعر کو درویش کی سوغات کہیں لوگ

وہ حرف جنہیں صرف کروں ان کی ثنا میں
اُن کو مری سانسوں کی مناجات کہیں لوگ

اعجاز ہے یہ مدحتِ سرکار کا صہبا
میں نعت لکھوں اور کرامات کہیں لوگ

مرکز

اے شفیع المذنبیں
آپ ہی ہیں مرکزِ دنیا و دیں
ہم جہاں پیدا ہوئے ہیں اِس بساطِ خاک پر
وہ ہمارے واسطے ہے صرف جسموں کا وطن
پھر بھی روحوں کا ہماری مسکن اعلیٰ حضورؐ
اُس مدینے کے سوا کوئی نہیں
جس کی کنجِ خاک میں
آپ ہیں گوشہ نشیں

ستارہ فروز

مرادِ جہانِ صبا و ثمر
کشادِ کمانِ قضا و قدر

نویدِ مسیحا و حسنِ مراد
دعائے خلیلؑ و سمائے اثر

طلوع و ظہورِ زمین و زماں
جمال و نگاہ و نظیر و نظر

سمیع و سماعِ سکوت و صدا
مطیر و متاعِ سحاب و گہر

وہ والا حشم، جس کے نقشِ قدم
نشانِ طوافِ نجوم و قمر

بہ دستِ مبارک سراجِ منیر
بہ دوشِ تجلّی قبائے سحر

وہی جس کا اسم تجلّی فشاں
ستارہ فروزِ نصیبِ بشر

حضوری

اگرچہ تجھ کو پانے اور چھو لینے سے قاصر ہوں
میں اپنی چشمِ باطن سے تری عظمت کا ناظر ہوں

مجھے اک روشنی جب سایۂ شب میں جگاتی ہے
مجھے اپنی طرف جب بھی تری عظمت بلاتی ہے
تو میری روح کی گہرائی سے آواز آتی ہے
مرے مولا، مرے آقا، میں حاضر ہوں میں حاضر ہوں

دعائے ابراہیمؑ

حضرت ابراہیمؑ نے ازراہِ تسبیح و ثنا
خانۂ کعبہ کی دیواریں اٹھائیں ۔ تو یہ فرمائی دعا
"اے خدا اے رب العزت
ان ہی لوگوں میں سے' ان کی قوم سے
بھیجنا ایسا رسوؐل
ہر نشانی جو سنائے تیرے بارے میں انہیں
اور تعلیمِ کتاب و حکمتِ ان کو دیکر اِن کی ہستیاں ڈھلے سنوار
تو یقیناً ہے عظیم
اے عزیز اور اے حکیم"
حضرت ابراہیمؑ کے ہونٹوں سے نکلی جو دعائے مستجاب
عرشِ اعظم کی طرف سے ہیں محمد مصطفےٰ اُس کا جواب
اس کے منکر ہوں تو گل ہو جائیں مہر و ماہتاب

محرومی

اے صبرِ ناصبور، اے موجۂ سرور
اے جلوۂ ظہور، کرتا ہے کسبِ نور
سورج ترے حضور

اے مشعلِ رواج
اے صاحبِ صباح

سنتی ہے یہ زمین، سنتا ہے آسمان
سنتے نہیں تو بس، اہلِ جہاں کے کان
کہتی ہے ہر اذان

حیّ علی الصلوٰۃ
حیّ علی الفلاح

احساس

جنبشِ انگشت سے
چاند دو ٹکڑے ہوا
عِلم نے تائید کی
جہل نے تردید کی
اور اُسے چلتا ہوا جادو کہا

میں نے وہ دستِ حسیں
گو کبھی دیکھا نہیں
پھر بھی اے موجِ سرور
جب ملا وہ لمسِ نوُر
دِل نے اس کو روشنی
روح نے خوشبو کہا

ایک خط

زمیں کی ساری نکہتیں سمیٹ کر
ہوا کے نام ایک خط، مرے خیال نے لکھا
بہت طویل تھا وہ خط
جسے تمام رات میں نے شاخِ گل سے تھا لکھا
مگر وہ خط، طویل خط
سحر کو میں نے جب پڑھا
تو سارے خط میں کچھ نہ تھا
بس اِک ورق پہ تھا لکھا
ہزاروں بار مجتبیٰؐ
ہزاروں بار مصطفیٰؐ

ایک سیاہ شام

چاروں طرف تھی تیرگی
کیسی سیاہ تھی وہ شام
چاند کے پاس بھی نہ تھا۔ ایک کرن کا اہتمام

گُل تھا زمیں کا ہر دیا
جلوہ فروز پھر بھی تھا
خیمۂ ابر و باد میں ۔ صورتِ برق تیرا نام

نور کی پرچھائیاں

ایک دشتِ بیکراں سے آسماں
اور دشتِ بیکراں میں صورتِ ماہ و نجوم و کہکشاں
جا رہے ہیں رات کے یہ بادپا گھوڑے کہاں
اُن کے سر پر کیوں تنے ہیں بجلیوں کے سائباں
کیسے گھوڑے ہیں کہ جن کو پر لگے ہیں بے گماں
اور یہ گھوڑے پرندے ہیں اگر تو اے سمائے بیکراں
کن خلائی شاخساروں میں ہیں ان کے آشیاں
اک ستارے نے کہا یہ ناگہاں
جو بُراقِ سیّدِ الافلاک تھا
سب اسی کا عکسِ ضو ہیں
سب اسی کے نور کی پرچھائیاں

صندوقِ شہادت

اور اے موسیٰؑ وہ صندوقِ شہادت جو ترے خیمے میں تھا
جو سدا پردے میں تھا

شب کو شعلوں میں چھپا تھا، اور دن کو ابر کے سائے میں تھا
دستِ قدرت سے لکھا
وہ شہادت نامۂ ہر دوسرا
وہ وراثت نامۂ ارض و سما
اِک امانت کی طرح
گو تجھے انعام تھا
اصل میں وہ بھی محمدؐ مصطفےٰ کے نام تھا

شرط

نہیں تعبیر گر آنکھوں میں تابندہ
تو پھر بے کار ہے ہر خواب اندیشی

خرامِ خار و خس شعلوں میں ناممکن
اندھیروں کو کہاں حاصل سحر کیشی

جو مٹ جائے غمِ سود و زیاں تو پھر
سرِ میزانِ دل کیسی کمی بیشی

سفر صحرائے ترکِ ذات کا ہے یہ
بہت دشوار ہے عرفانِ بے خویشی

بغیرِ عشق احمدؐ معتبر صہبا
نہ دل ریشی، نہ غم کیشی، نہ درویشی

ساعتِ تحریرِ نعت

اِک سمندر کی طرح سے گو بپھرتا رہتا ہوں میں
اِک ہوائے جستجو میں جھومتا رہتا ہوں میں
سوچتا ہوں، سوچتا ہوں، سوچتا رہتا ہوں میں
پھر بھی یہ جرأت کہاں ہے روز کب لکھتا ہوں میں
حکم ہوتا ہے اُدھر سے نعت جب لکھتا ہوں میں

آدمی بولے تو کیسے لہجۂ قرآن میں
چاہتا ہوں جو نہیں ہے لفظ کے امکان میں
نیند میں ہوتی ہے دنیا اور اُن کے دھیان میں
روشنی مثلِ چراغِ نیم شب لکھتا ہوں میں
نعت جب لکھتا ہوں میں

وہ امیں ہیں وہ اماں ہیں وہ مکیں ہیں وہ مکاں
وہ ازل ہیں وہ ابد ہیں وہ زمیں ہیں وہ زماں
وہ نہیں ہیں گر جوازِ خلقتِ ہر دو جہاں
خلقتِ ہر دو جہاں کو بے سبب لکھتا ہوں میں
نعت جب لکھتا ہوں میں

وہ ضمیرِ صد تجلّی، وہ تجلّیٔ ضمیر
وہ جہانِ خیر و شر میں مژدۂ خیرِ کثیر

المزملؐ ، المدثرؐ ، المبشرؐ ، النذیرؐ
مثلِ آیاتِ سخن، ان کے لقب لکھتا ہوں میں
نعت جب لکھتا ہوں میں

میری شب بیداریوں کو جب وہ کرتے ہیں قبول
فکر بن جاتی ہے خوشبو، لفظ بن جاتے ہیں پھول
جب فرشتوں کی طرح شعروں کا ہوتا ہے نزول
کیا سماں ہوتا ہے اس دم کیا عجب لکھتا ہوں میں
نعت جب لکھتا ہوں میں

سانس بن جاتی ہے جب تسبیح ان کے نام کی
ٹوٹ کر ہوتی ہے بارش مجھ پہ جب الہام کی
خامشی صورت بدل لیتی ہے جب پیغام کی
مجھ سے لکھواتا ہے جو بھی میرا ربّ لکھتا ہوں میں
نعت جب لکھتا ہوں میں

نعت وہ معراجِ فن ہے جس کے پہلو بے شمار
یہ مرے رنگِ سخن کو رنگ دیتی ہے ہزار
کچھ دعائیں، کچھ نغائیں، کچھ صدائیں کچھ پکار
کچھ محبت، کچھ عقیدت کچھ ادب لکھتا ہوں میں
نعت جب لکھتا ہوں میں

ابتداء

یہ حرا کی بیکرانہ خامشی میں کون ہے
تیرگی کے سائے میں بھی روشنی میں کون ہے
کون اس ویران گوشے میں ہے محوِ جستجو
کس سے صحرا کر رہے ہیں یہ الوہی گفتگو
تیرگی برسا رہے ہیں جب اندھیرے خاک پر
روح کس کی سیر میں مصروف ہے افلاک پر

کیا ازل ہے، کیا ابد ہے، کیا زمین و آسماں
جنگ یہ کب سے چھڑی ہے خیر و شر کے درمیاں
کیوں جہانِ نیک و بد میں ہیں ابھی تک نامراد
یہ عناصر نام جن کا آب و خاک و برق و باد
کون یہ شعلہ نظر ہے کون یہ انجم دماغ
جل رہے ہیں، بجھ رہے ہیں، کتنی سوچوں کے چراغ

ناگہاں یہ گونج کس کی ہے سرِ غارِ حرا
"پڑھ خدا کے نام سے" کس نے کہا کس سے کہا
اس سراپا روشنی کو دیکھ کر حیرت زدہ
میں ہوں جبریلِ امیں یہ اس فرشتے نے کہا

ہاں مبارک ہو تجھے چشمِ کرم نے چن لیا
تو خدا کا ہے پیمبر، اے محمدؐ مصطفےٰ

روح پر طاری تھا، رعدِ نور سے اک زلزلہ
اس فضا میں آپؐ تھے جب وحی سے حیرت زدہ
آپ ہیں حق کے نبیؐ، گونجی خدیجہؓ کی صدا
آپ بے شک ہیں پیمبرؐ، ابنِ نوفل نے کہا
صبح نے آواز دی، آفاق میں برسا کے پھول
یہ نبوت ہو مبارک، یا محمدؐ یا رسولؐ

تیرگی میں روشنی، آغاز اقراء سے ہوئی
ابتدائے بارشِ قرآن، صحرا سے ہوئی

اِنقلاب

تو مہ و خورشید کا نورِ ضمیر
تیرے جلوے دشت و در میں مستنیر

تیرے صحراؤں کی ریگِ گرم بھی
اطلس و دیبا و کمخواب و حریر

سر فروش و سربلند و سرفراز
بادشاہوں سے ترے در کے فقیر

تو اجالا ، تو حوالہ تو مثال
حق بیان و حق نشان و حق نظیر

تو رسالت ، تو خطابت تو خطیب
تو اشارت، تو بشارت تو بشیرؐ

تو رفاقت ، تو حفاظت ، تو اماں
تو مزملؐ ، تو مدثرؐ تو نذیرؐ

بے مقام و بے قیام و بے فراغ
تو مسافت ، تو مسافر ، تو سفیر

تو مُعلّیٰ تو مجلّیٰ تو چراغ
تو مُقدّس تو منوّر تو منیر

حاشرِ ضو باریٔ شمس و قمر
ناشرِ تابانیٔ خیرِ کثیر

تیرا دستورِ مساواتِ بشر
نعرۂ لاقیصر و سُلطان و میر

تو صلواۃِ کاروانِ انقلاب
تو اذانِ لشکرِ آفاق گیر

طلوع سے پہلے

روشنی محدود تھی بس وسعتِ افلاک میں
آپ سے پہلے اندھیرا تھا فضائے خاک میں
وحشتوں کا رقص تھا، ہر سینۂ سفاک میں

ظالموں کو مستقل مظلوم دیتے تھے خراج
درد سارے لادوا تھے، زخم سارے لا علاج
اور یہ ساری زمیں خاموش تھی بے احتجاج

بے صدا و بے نوا و بے فغان و بے ستیز
بے کسوں کے سر تھے ہر پائے ستم پر سجدہ ریز
خار و خس کو کھا رہی تھی اک ہوائے شعلہ ریز

داغ اقصائے حرم تھی، بُت پرستوں کی جبیں
تھے گرفتارِ طلسمِ آزری، ظلمت نشیں
سایۂ ابلیس میں تھی لات و عزّیٰ کی زمیں

ظلمتوں کو روشنی سے تولتا کوئی نہ تھا
شب اثرِ وحشت میں آنکھیں کھولتا کوئی نہ تھا
گنگ تھی ساری زبانیں بولتا کوئی نہ تھا

جنگلوں کی تیرگی میں روشنی کوئی نہ تھا
بھیڑیوں کے سامنے مردِ جری کوئی نہ تھا
اتنے آدم زاد تھے اور آدمی کوئی نہ تھا

آپ آئے تو اندھیروں میں چراغاں ہوگیا
آدمی انجم فروزِ بزمِ امکاں ہوگیا
اور برپا انقلابِ عہدِ قرآں ہوگیا

عجز

پہاڑ پیس پیس کر
سمندروں میں گھول کر
جو روشنائی بن سکے
مرے لیے بہ آبِ زر

چمن چمن، دمن دمن
تراش دیں مجھے قلم
گر اپنی شاخ شاخ سے
مری زمیں کے سب شجر

اگر یہ نیلا آسماں
سمیٹ دے مرے لیے
مہ و نجوم کے ورق
اسی بساطِ خاک پر

یہ روشنائی یم بہ یم
یہ شاخ شاخ کے قلم
یہ سب ستاروں کے ورق
سحر سحر، افق افق
جو میرے ساتھ ساتھ ہوں
مرے ہزار ہاتھ ہوں

اگر ہزار ہاتھ سے
ہزار سال تک لکھوں
میں نعتِ سیدؐ البشر

تو پھر بھی مجھ کو ہے یقیں
نہ دل ہو میرا مطمئن،
نہ شادماں مری نظر
مجھے ازل سے ہے خبر
کہ حق گزارِ نعت ہو
کہاں یہ طاقتِ بشر

مرا سخن ہے بس قیاس
کہ اُس کا مرتبہ شناس
کوئی نہیں سرِ جہاں
بجز خدائے بحر و بر

آیۂ رحمت

افضل و اعلیٰ، برتر و بالا، نادر و یکتا، کامل و اکرم
ماہِ معلّیٰ، مہرِ مجلّیٰ، حسن سراپا، نورِ مجسّم
خاکِ مدینہ تجھ سے منوّر عظمتِ کعبہ تجھ سے مُعظّم
سایۂ برکت، آیۂ رحمت، ابرِ سخاوت، موجِ مکرّم
اِک جیسے ہیں چاہے کچھ ہو، تیرے کرم کے سارے موسم
صلّی اللہ و علیہ وسلّم
صلّی اللہ و علیہ وسلّم

اصطفیٰ

اِس جہاں کے سارے انسانوں کے اوصافِ حسیں
حکمِ حق سے جمع ہو کر انبیاءؑ میں آ گئے
اور پھر اِن سارے نبیوں کے یہ اوصافِ کمال
ایک جا سمٹے تو قلبِ مجتبیٰؐ میں آ گئے
عالمِ تجسید کی ہر ضَو محمّد کو ملی
اصطفیٰ کے سب اجالے مصطفےٰؐ میں آ گئے

دیوان

کہاں ہیں وہ لفظ دسترس میں
جو میرے ایمان میں لکھے ہیں!

بیانِ عظمت کروں تو کیسے
میں اُس کی مدحت کروں تو کیسے

کہاں سے لاؤں وہ حرفِ آخر
جو حرف قرآن میں لکھے ہیں

نگاہ سورج پہ پھیرتا ہوں
میں چشمِ حیرت سے دیکھتا ہوں

قصیدہ ہائے رسولؐ کیا کیا
خدا کے دیوان میں لکھے ہیں

پہلے

آدمی بھول چکا تھا وہ ازل کی تقریب
تھے کسے یاد بھلا وعدہ و پیماں پہلے

بعد کی بات ہے ویرانیٔ بازارِ حیات
نسیہ و نقد ہوئے لقمۂ نسیاں پہلے

ہے بہت زود فراموش ضمیرِ انساں
قرض ہی قرض تھے معبود کے احساں پہلے

سخت ویران تھا بن اُس کے شبستانِ وجود
تھی بہت نوعِ بشر بے سر و ساماں پہلے

تب کہیں جا کے ہُوا ایک تجلّی کا طلوع
ہفت افلاک ہوئے چاک گریباں پہلے

نقش سینوں پہ ہوا فیضِ نبیؐ سے. ورنہ
لوحِ محفوظ پہ منقوش تھا قرآں پہلے

سفر

وہ خیر الاُمم وہ رسولِ انام
پیام اُس کا اقصائے عالم کے نام
صدی تا صدی ہے وہ محوِ کلام
وہ صوتِ سحر ہے وہ آوازِ شام
مدینہ قیام اور نہ کعبہ مقام
کہ عالم بہ عالم ہے اُس کا خرام
ابد تک ہے اُس کا سفر ناتمام

آرزو

جمالِ کتابِ خدا سامنے ہو
چراغِ رُخِ مصطفیٰؐ سامنے ہو

خموشی ہو آہنگِ سازِ تفکّر
تو ہر نقشِ صوت و صدا سامنے ہو

قلم جب ہو مصروفِ نعتِ محمدؐ
تو دریائے آبِ بقا سامنے ہو

چراغِ شبِ فکر جب جھلملائے
تو صبحوں کا پرچم کشا سامنے ہو

ملے وہ بلندی خیال و نظر کو
سرِ فرش، عرشِ علیٰ سامنے ہو

ملے مستجابی، وہ حرفِ دعا کو
دعا جب بھی مانگوں صلا سامنے ہو

نظر جب اٹھاؤں سوئے شہرِ معنیٰ
وہ قبلہ وہ قبلہ نما سامنے ہو

خدایا یہ توفیق مجھ کو عطا کر
کہ "اقراء" لکھوں تو حرا سامنے ہو

مرے آقاؐ

یہ زینۂ صبح و شام ترا
یہ گنبدِ نیلی فام ترا

مری راتوں میں آواز تری
مرے خوابوں میں پیغام ترا

مرے آقاؐ، میری دولت ہے
ہر نعت نما انعام ترا

مدحت کے سفر میں رہتا ہے
احساس مجھے ہر گام ترا

اس خواب سرائے دنیا میں
مرے دل کا دیا ہے نام ترا

ایک شعر

(جناب ابو طالب کے ایک قصیدہ سے)

وأبیض یستسقی الغمام بوجہہ
ثمال الیتامیٰ عصمۃ للأرامل

وہ روشن و تابناک چہرہ
کہ جس کے صدقے میں بادلوں سے طلب ہو پانی
یہی ثمالِ الیتامیٰ ہے وہ
کہ جو عزیبوں کا ہے سہارا
تو بے نواؤں کے واسطے سر پناہِ الطاف و مہربانی

سلام

میری مدحت کا سلام
اس ابو طالب کے نام

جس نے پہلو میں رکھا
یوں مرے سرکارؐ کو
جیسے اک قربت رہے
سائے سے دیوار کو
جس نے ہنس کر یوں سہا
کفر کی یلغار کو
جیسے ساحل جھیل لے
موج کے ہر وار کو
نازشِ آبا، کہا
احمدِؐ مختار کو
نعت کا تحفہ دیا
نطقِ گوہر بار کو
میری مدحت کا سلام
اُس دلِ بیدار کو
جو مرے آقاؐ کا ہے سب سے پہلا نعت گو

قول

سچ ہے تیرے ولی۔ علیؑ کا قول
کیوں نہ اس کا بلند درجہ ہو

ہے وہ مومن کہ جس کو دنیا میں
صرف معبود کا بھروسہ ہو

رزقِ معدوم کا یقیں جس کو
رزقِ موجود سے زیادہ ہو

حاکم ۔ محکوم

ہاں وہ مخدوم دوسرا کا ہے
جبرِ احساس و زورِ فطرت کیا
ساغرِ سرد و خوانِ نعمت کیا
لذت و انبساط و راحت کیا
خواب و آرام و استراحت کیا
خواہش و احتیاج و حاجت کیا
مسند و تاج و بادشاہت کیا
طاقت و دولت و حکومت کیا
نفس اور نفس کی ضرورت کیا
بے نیازِ ان سے شش جہات میں وہ
سب کا حاکم ہے کائنات میں وہ
اور محکوم بس خدا کا ہے

تحیّر

بہارِ ذکر و فکر ہے   قرارِ روح و جسم ہے
عجب یہ سحرِ آگہی   کمال یہ طلسم ہے
جو اسم آشنا نہیں   وہی ہزار اسم ہے
وہی ہے اُمّیِ عرب   وہی جو شہرِ علم ہے

تواتر

جبینِ گہہ کرب میں   کاشفِ راہِ کشود
تجھ پہ ہوا منکشف   عالمِ غیب و شہود
کلمۂ حق ہے ترا   کون و مکاں کا سرود
بھیج رہے ہیں سدا   تجھ پہ سلام و درود
کارگہِ خواب میں   شعلہ گرانِ وجود

اگر

اے طلوعِ ہر سحر
اے مرے خیر البشرؐ
گر بساطِ خاک پر
تو نہ ہوتا جلوہ گر

اِس فضا میں چار سو
بے چراغ و بے نمو
جب اندھیرا جاگتا
روشنی کا راستہ
پوچھتے شمس و قمر

کیا بتا سکتا انہیں
آسمانِ بے خبر
پوچھتے گر خاک سے
تو یہ کہتے دشت و در
اس اندھیری رات میں
ہم تو خود ہیں نوحہ گر
اے ہمہ نور و نظر
گر بساطِ خاک پر

تو نہ ہوتا جلوہ گر
روشنی کو ڈھونڈتی
تیرگی میں ہر سحر
حشر تک رہتی زمیں
ظلمتوں کی ہم سفر

اے طلوعِ ہر سحر
صورتِ شمس و قمر
صرف تیرے نور سے
ہم ہوئے ہیں معتبر
ہم تری نسبت سے ہیں
روشناسِ دشت و در
ورنہ اے خیرالبشرؐ
گر بساطِ خاک پر
تُو نہ ہوتا جلوہ گر
بے یقین و بے اماں
ظلمتوں کے درمیاں
کاروانِ وقت کی ہم بھی تھے گردِ سفر

اعلانِ حضورؐ

نزولِ حق مرا ایوان حق ہے

مرے دل میں جمالِ ربّ کی ہے ضو
سنو میں منزلِ حق کا ہوں رہرو
اگر تم منکرانِ عالم ضو
مرے اِک ہاتھ پر خورشیدِ تاباں
مرے اک ہاتھ پر مہتاب رکھ دو
تو پھر بھی کفر کی تاریکیوں میں

نہ باز آؤں گا میں اعلانِ حق سے

اِس سے پہلے

میں بھی رہتا ہوں اور مرا دِل بھی
رات بھر فکرِ شعر میں غرقاب

اپنی قندیل کو جلائے ہوئے
ساتھ رہتا ہے، تا سحر مہتاب

زخمۂ دل کی ضربِ پیہم سے
جھنجھناتے ہیں روشنی کے رباب

اس سے پہلے کہ کشفِ معنیٰ سے
ٹوٹ جائیں طلسمِ فن کے حجاب

اس سے پہلے کہ فن میں ڈھل جائیں
دِل کے پیچاک، روح کے گرداب

آسمان و زمین کے مابین
کھینچ لے عشق فاصلوں کی طناب

اس سے پہلے کہ آسمان کرے
میرے دِل کی تجلیوں سے خطاب

اس سے پہلے کہ نعت ہو تحریر
اس سے پہلے کہ ہو طلوعِ کتاب

مجھ کو بیداریاں سُناتی ہیں
ہر ستارے کی سرگزشتِ خواب

فرق

وہ سورج نہیں ہے مگر ظلمتوں میں
بنامِ تجلّی پیامِ سحر ہے

نظر تم بھی رکھتے ہو لیکن رفیقو
خدا کی نظر میں وہ صاحب نظر ہے

اگرچہ تمہیں بھی ہے گویائی حاصل
وہ وحیِ الٰہی کا پیغام بَر ہے

جسے اپنا جیسا سمجھتے ہو لوگو!
بشر تو ہے لیکن وہ خیرالبشرؐ ہے

چارسو

خشک و تر میں وہی بحر و بر میں تُو ہی
برگ و گل میں وہی دشت و در میں تُو ہی
شاہِ عرفاں کی چشمِ تر میں تُو ہی
صبحِ الہام کی ہر خبر میں وہی

عقلِ چالاک میں حرفِ ادراک میں
دِل کے ہر چاک میں چشمِ نمناک میں
خار و خاشاک میں خاک و افلاک میں
چار سُو کے سوادِ نظر میں وہی

کیا بہار و خزاں کیا رواں و دواں
کیا مکین و مکاں کیا زمین و زماں
کیا امین و اماں جا رہے ہو کہاں
منزلوں میں وہی، رہگزر میں تُو ہی

روشنی

آج بھی خوابگہِ ظلمت میں
ہر قدم تیرا ستارہ ایجاد

تجھ سے ہی علم و ہنر کا رِشتہ
تجھ سے ہی لوح و قلم کی بنیاد

تو ہی فرہنگ نجوم و مہتاب
تو ہی آہنگِ سمائے ارشاد

تو ہی تکبیرِ ملائے اعلیٰ
تو ہی تردید بتانِ الحاد

اے تجلّائے ازل مُا لا زال
اے تماشائے ابد آلا باد

وظیفۂ کائنات

گریز و اجتناب ہے نہ بُعد و فاصلہ ہے تو
محبتوں کا سلسلہ، دِلوں کا رابطہ ہے تو

بلندیوں پہ جس کا ذکر ہے وہ مجتبیٰؐ ہے تو
صفات کیوں نہ ہوں تیرے نثارِ مصطفیٰؐ ہے تو

ابد ہے جس کا منتظر، ازل کی وہ دعا ہے تو
کہ تاجدارِ ہر زمان و شاہِ دوسرا ہے تو

مہ و نجوم و کہکشاں پہ بارشِ ضیا ہے تو
فضا میں جس کا نور ہے وہ آسماں قبا ہے تو

جہاں سحابِ نور کی طرح برس رہا ہے تو
وہیں اذان کی طرح دلوں میں گونجتا ہے تو

نوائے خاک ہے کبھی، ترانۂ سما ہے تو
مثالِ سازِ زندگی، ہزار زمزمہ ہے تو

جہانِ حرف و صوت کی صدائے حق رہا ہے تو
زمین و آسماں کے درمیاں مکالمہ ہے تو

بنامِ کاروانِ وقت نغمۂ درا ہے تو
طلوعِ بے غروب کی طرح سحر نما ہے تو

سرِ بطونِ خاک مثلِ دل دھڑک رہا ہے تو
تمام کائنات کا وظیفۂ بقا ہے تو

خیرِ مقدم کا گیت

وہ نغمہ جسے بنی بخار کی لڑکیوں نے سرکارؐ کے خیر مقدم کے طور پر اس وقت گایا تھا جب آپ پہلی بار مکے سے ہجرت فرما کر مدینے تشریف لائے تھے۔ میں نے اس کو کچھ قیاسی مصرعوں کے ساتھ نغمے کے طور پر ہی تحریر کیا ہے۔

آئے سرکارِ مدینہ
لائے انوارِ مدینہ
ہیں قدم بوسِ رسالت
گل و گلزارِ مدینہ
کندنی رنگ ہے گہرا
ہے لباس آج سنہرا
چاندنی رات نے پہنا
طلع البدرُ علینا

لوگو آواز دو سب کو
دیکھ لو قاصدِ ربّ کو
روشنی غارِ حرا کی
مل گئی پردۂ شب کو
بارشِ نجم و قمر ہے
آج سے حکمِ سحر ہے
رات کو رات نہ کہنا
طلع البدرُ علینا

ہاشمیؐ ، مُطلبیؐ ہیں!
فخرِ اُمّی و ابی ہیں:
آپ ہی حق کے نبیؐ ہیں
دافعِ تیرہ شبی ہیں
مژدہ ہو نوعِ بشر کو
اب تمنائے سحر کو

کشتۂ شب نہیں رہنا
طلع البدرُ علینا

دِل نے پائی ہیں مرادیں
اُن کی راہوں کو سجادیں
گل بچھائے ہیں صبا نے
آؤ ہم آنکھیں بچھادیں
چاند ابھرا ہے لیے تاج
من ثنیات وداع آج

وَجَب الشکر علینا
طلع البدرُ علینا

سوالیہ

جو ارضِ کعبہ پہ حکمراں تھے
وہ تین سو ساٹھ بُت کہاں ہیں

وہ اَب زمینوں میں بھی نہیں ہیں
وہ آستینوں میں بھی نہیں ہیں
ذرا حجابِ نظر اٹھائیں
مرے مسلماں مجھے بتائیں
کہ کیا وہ حرص و ہوس کی صورت
ہمارے سینوں میں بھی نہیں ہیں

گزارش کی حسرت

خیالوں میں درِ اقدس پہ صہبا جب بھی جاتا ہوں
تو اُن کے چارسو، حلقہ مہ و انجم کا پاتا ہوں

اجالے ثابت و سیار کے محوِ چراغاں ہیں
ستارے پاسباں اُن کے، فرشتے اُن کے درباں ہیں

تصور میں دلِ مضطر نے جب اُن کی طرف دیکھا
سرِ محفل رسولانِ جہاں کو صف بہ صف دیکھا

بہارِ ہاشمی کے سب گُلِ شاداب ہیں ان کے
نظر کے سامنے سب انجم و مہتاب ہیں ان کے

اگرچہ حسرتِ اذنِ بیاں بھی سہہ نہیں سکتا
میں سب کے سامنے تو دِل کی باتیں کہہ نہیں سکتا

تصوّر میں ہمیشہ ان کو سب کے سامنے پا کر
پلٹ آتا ہوں حسرت سے درِ اقدس پہ جا جا کر

غلط ہے یہ اگر کہہ دوں، مجھے آقا نہیں ملتے
مگر افسوس یہ ہے وہ کبھی تنہا نہیں ملتے

اگر وہ خود ہی از راہِ کرم آنکھوں میں لہرائے
اگر ویرانۂ دل میں کبھی آقا چلے آئے

تو سر قدموں پہ رکھ دوں گا بڑی شدت سے روؤں گا
میں اپنی فردِ عصیاں آنسوؤں سے خود ہی دھوؤں گا

یہ سب کہنے کی باتیں ہیں زباں کسطرح کھولوں گا
وہ دل کا حال پوچھیں گے مگر میں کچھ نہ بولوں گا

سوال

عیدِ میلاد کا ساماں کیوں ہو
دِل ہیں تیرہ تو چراغاں کیوں ہو

گر نہیں آنکھ میں آنسو باقی
تو جگر کاویٔ مژگاں کیوں ہو

جب نہیں عہدِ وفائے وعدہ
تو شبِ وعدہ و پیماں کیوں ہو

بت کدے دل میں اگر ہیں آباد
ہاتھ میں مشعلِ قرآں کیوں ہو

جب مسلمان نہیں قلب و نظر
تو دکھاوے کے مسلماں کیوں ہو

تم منافق ہی منافق ہو اگر
تو صداقت کے ثنا خواں کیوں ہو

تم جو فرقوں میں بٹے ہو اب تک
ایک ملت کے حدی خواں کیوں ہو

گم رہی کا ہے اگر غم یارو
تو رہِ حق سے گریزاں کیوں ہو

خود بجھائے ہیں اگر تم نے چراغ
تو اندھیروں سے پریشاں کیوں ہو

تم اگر رحمتِ عالم کے ہو
مہرباں رحمتِ یزداں کیوں ہو

لاتحزن

(ہجرت کے راستے میں)

حضرت بوبکرؓ نے
دشمنوں کی آہٹیں سُن کر کہا
"یا رفیق و یا حبیب
آگئے دشمن قریب
وہ ہیں گنتی میں کئی
اور ہم ہیں صرف دو
اب تو بچنا ہے محال"
حضرتِ بوبکرؓ کے چہرے پہ پایا جب ملال
تو مرے سرکار نے
مسکرا کر یہ کہا
"غم نہ کر"
سُن کہ راہِ صبر میں
صرف میں اور تو نہیں
سُن کہ راہ صبر میں
ہم اکیلے بھی نہیں
اس اندھیرے میں خدا بھی تو ہمارے ساتھ ہے

دامِ عنکبوت

راہِ ہجرت کا نشاں   یہ وہ غارِ ثور ہے
میرے آقاؐ نے کبھی   جس میں ڈھونڈی تھی اماں

راستے مسدود تھے   حکم پر معبود کے
غار میں داخل ہوئے   جب شہِ دنیا و دیں
تو حفاظت کے لیے   ایک مکڑی نے وہیں
اک فسوں سا چُن دیا   ایک جالا بُن دیا
وہ گروہِ دشمناں   جو مرے سرکار کے
تھا تعاقب میں رواں   آ ہی پہونچا غار تک
ہر قدم تکتا ہوا   صاحبِ معراج کے
پاک قدموں کے نشاں

غار کے منہ پر مگر   ایک دامِ عنکبوت
جب کھنچا آیا نظر   رک گئے اُن کے قدم
چھا گیا اُن پر سکوت   ایک بولا سوچ کر
ہے یہ دامِ عنکبوت   اِس حقیقت کا ثبوت

کوئی بھی اس راہ سے غار میں اترا نہیں
تارِ دامِ عنکبوت ایک بھی ٹوٹا نہیں

اور یہ سب یوں ہوا تاکہ دنیا جان لے
ایک دامِ عنکبوت نورِ پیماں ہو اگر
عالمِ انوار سے سیلِ باطل کے لیے
کم نہیں کہسار سے
اور یہ سب یوں ہوا تاکہ دنیا جان لے
کل جہاں یہ مان لے راہِ حق آثار میں
بے اثر ہے ہر ستم پار کر سکتے نہیں"
اس کو باطل کے قدم خیر و شر کے درمیاں
ایک مکڑی بھی اگر
اپنا جالا تان دے

سہو

ہر قضا و ہر فنا سے ماورا، تیری حیات
مقصد و مقصودِ امرِ کن فکاں ہے تیری ذات

خواجۂ ثقلین تو ہے، رحمتِ کونین تو
اے امینِ بزمِ ہستی، اے امانِ کائنات

اے ستارہ آستیں شعلہ جبیں انجم نگاہ
آج بھی خورشید برکف ہے تری صبحِ حیات

ہے ترے سینے کی دھڑکن سینۂ آفاق میں
ہے تری سانسوں کی گرمی گرمیٔ نبضِ حیات

آج بھی قرآن تیری روشنی کا ہم نوا
آج بھی ہے نام تیرا مشعلِ راہِ نجات

تو ازل انوار بھی ہے تو ابد آثار بھی
درمیاں تیرا سفر ہے بے قیام و بے ثبات

آج بھی بیعت طلب ہے تیرا دستِ حق رسا
آج بھی تجھ سے ستیزہ کار ہیں لات ومنات

آج بھی تابندہ وپائندہ وزندہ ہے تو
سہوِ تاریخ جہاں ہے، تیری تاریخِ وفات

آج بھی کارِ رسالت سے کہاں فارغ ہے تو
آج بھی تیری اذاں ہے اور جہانِ شش جہات

عظمتِ نام و نسب، مخزابِ وجد کچھ نہیں
جز محمدؐ کچھ نہیں

ناسخِ ادیانِ عالم، دے چکا دنیا کو نورؒ
ہو چکا قرآن کا دستِ محمدؐ پر ظہور
وید و ژند و گیتا و توریت و انجیل و زبور
ہر کتابِ ماسبق ہے، اب قلم زد، کچھ نہیں
جز محمدؐ کچھ نہیں

وردِ نامِ مصطفیٰؐ کرتا ہے ہر قلبِ سلیم
گردِ پائے مصطفیٰؐ ہیں انقلاباتِ عظیم
شاہراہِ مصطفیٰؐ ہے شاہراہِ مستقیم
شاہراہِ مصطفیٰؐ میں خدشۂ سد، کچھ نہیں
جز محمدؐ کچھ نہیں

اِس زمیں کے فرش نے اس کہکشاں کی بام نے
دَور دیکھے ہیں ہمارے دَورِ صبح و شام نے
ہم غلامانِ محمدؐ ہیں ہمارے سامنے
تاج و تخت و افسرِ داورنگ و مسند کچھ نہیں
جز محمدؐ کچھ نہیں

درودِ رسول

مبارک حامدؐ و محمودؐ و احمدؐ مجتبیٰؐ آئے
خوشا نورُ الہدیٰ شمسُ الضحیٰ بدرُ الدجیٰ آئے
زہے قسمت کہ قسمت ساز و قسمت آشنا آئے

پئے فکرِ بشر، خیر البشرؐ خیر الوریٰ آئے
محمدؐ مصطفیٰ آئے، محمدؐ مصطفیٰ آئے

خود اپنی آگ میں آتشکدے سب بجھ گئے بجھ کر
زمیں کے نور کو دیکھا مہ و خورشید نے جھک کر
مبارکباد دی خود وقت کی رفتار نے رک کر

پئے بارانِ رحمت، رحمتِ ارض و سما آئے
محمدؐ مصطفیٰ آئے، محمدؐ مصطفیٰ آئے

افق سے بارشِ انجم ہے ظلمت آستانوں پر
بہاریں خاک پر رقصاں، ستارے آسمانوں پر
تجلی در تجلی ہو فضا تو پھر زبانوں پر

نہ کیوں صلِ علیٰ، صلِ علیٰ، صلِ علیٰ آئے
محمدؐ مصطفیٰ آئے، محمدؐ مصطفیٰ آئے

شبِ معراج کی مانند شانوں پر کھلے گیسو
خداوندی تقرب سے ہمہ نکہت، ہمہ خوشبو

قمر در جیب، زہرہ آستیں، خورشید در پہلو
سحر پیکر، تجلّی آفریں، انجم قبا آئے
محمدؐ مصطفیٰ آئے، محمدؐ مصطفیٰ آئے

بجھادی آتشِ صحرا، صبا کی لالہ کاری سے
بدل ڈالا مزاجِ حکمرانی، خاکساری سے
بچانے نوعِ انساں کو مسلسل شب گذاری سے
گلیمِ شب نما میں صبح کے پرچم کُشا آئے
محمدؐ مصطفیٰ آئے، محمدؐ مصطفیٰ آئے

جو عقل و ہوش سے عاری تھے انکی ہوشمندی کو
صنم سازوں کے قلبِ سنگ میں آئینہ بندی کو
زمینِ پست میں نوعِ بشر کی سر بلندی کو
اُتر کر عرشِ اعظم سے سُوئے غارِ حرا آئے
محمدؐ مصطفیٰ آئے، محمدؐ مصطفیٰ آئے

اٹھو حلقہ بہ حلقہ دین کی زنجیر ہو جاؤ
جھکو سرکار کے قدموں میں خوش تقدیر ہو جاؤ
بڑھو اور بڑھ کے نورِ حق کے دامن گیر ہو جاؤ
ہر اک مشکل سے ٹکراؤ کہ وہ مشکل کشا آئے
محمدؐ مصطفیٰ آئے، محمدؐ مصطفیٰ آئے

احساناتِ محمدؐ

وہ جس کے سامنے آفاق نے اپنی کماں رکھ دی
سرِ لوح و قلم اُس نے ہماری داستاں رکھ دی

میں اندھا تھا مجھے اُس نے جمالِ آگہی بخشا
میں گونگا تھا مگر اُس نے مرے منہ میں زباں رکھ دی

اندھیروں کی زمیں میں روشنی کے پھول لہرائے
کچھ ایسی اُس نے بکھرا کر ہوائے شادماں رکھ دی

وہ جس کے فیض سے سائے بھی ناپے دھوپ بھی تولی
ہمارے کاسۂ سر میں وہ عقلِ بیکراں رکھ دی

وہ شہرِ علمؐ، وہ معراجِ عقل و فکر تھا جس نے
سرِ دستِ جہالت، دولتِ لفظ و بیاں رکھ دی

جہاں میں پتھروں کے دل کچھ ایسے موم کر ڈالے
رگِ ہر سنگ میں جیسے کوئی موجِ رواں رکھ دی

زمیں صحرا بہ صحرا تھی مگر اُس صاحبِ گل نے
ہر اک صحرا کے حصے میں متاعِ گلستاں رکھ دی

زمانے کی غلامی سے چھڑا کر نوعِ انساں کو
ہر اِک پستی کی قسمت میں بلندی کی اذاں رکھ دی

خدا کے نام کی اب روشنی مدّھم نہیں ہوگی
سرِ طاقِ حرم اُس نے جلا کر شمع جاں رکھدی

فلک پر اِس طرح پہونچا کہ معراجِ بشر پائی
جہاں میں اِس طرح آیا کہ بنیادِ جہاں رکھدی

محمدؐ مصطفےٰ نے پرچمِ اسلام لہرایا
کہ اس دنیا کے سر پر چادرِ امن و اماں رکھدی

کوئی اندازہ کرسکتا ہے اُس کی سربلندی کا
خدا نے جس کے قدموں میں جبینِ آسماں رکھدی

نہ جانے آپ کِتنی نور سامانی کا مالک تھا
وہ جس نے آدمی کے راستے میں کہکشاں رکھدی

ستاروں کو بھی رشک آنے لگا اِس خاکِ تیرہ پر
سجا کر اُس نے کچھ ایسے بساطِ خاک داں رکھدی

محمدؐ مصطفےٰ کے اَن گنت احسان ہیں ہم پر
مگر ہم نے گنوا کر آپ ہر تاب و تواں رکھدی

محمدؐ مصطفےٰ کے نام کی یک جائی تھی جس میں
مرے فرقہ پرستو تم نے وہ وحدت کہاں رکھدی

اگر صہبا قبول افتد زہے قسمت زہے عزت!
کہ میں نے اُس کے قدموں میں متاعِ جسم و جاں رکھدی

سالارِ اعظم

تو نے طاقت سے کیا ناطاقتی کو بہرہ مند
تیرے نخچیروں نے ڈالی ، ماہ و انجم پر کمند
تو نے مجبوروں کو سکھلائے رموزِ اختیار
تو نے ناداروں کو بخشی دولتِ عزمِ بلند
جب غلاموں کو دکھایا ، راہِ آزادی کا نور
تو دلوں میں جاگ اٹھا ، انقلابِ حق پسند
تو نے مظلوموں پہ آخر کر دیا نکتہ یہ فاش
لقمۂ گرگانِ صحرائی ہے غولِ گوسفند
پھول کے بدلے ہیں پھول اور سنگ کے بدلے ہیں سنگ
رزم گاہِ زندگی کا ہے اصولِ سود مند
نعرۂ تکبیر کو شمشیر کی حاجت بھی ہے
شعلگی بھی چاہتا ہے کچھ سحابِ وعظ و پند

بے حصار و بے سنان و بے دفاع و بے سپر
جو بھی دنیا میں رہے گا وہ اٹھائے گا گزند

یہ ترا جنگی تدبر تھا کہ جیتے بے گماں
ان گنت شعلوں کے لشکر سے ترے پروانے چند

تو ہے وہ سالارِ اعظم، لشکرِ اسلام کا
جس سے ہے تاریخِ غزواتِ مبارک ارجمند

تو نے حرب و ضرب کی توفیق دی جس قوم کو
اس نے شرق و غرب میں دوڑا دیئے اپنے سمند

یہ ترا فیضِ شجاعت ہے کہ از راہِ جہاد
ہے ترے مردانِ حر کو مرگِ بستر ناپسند

اے شہنشاہِ عرب

تو اجالوں کا سرور، تو مہ و انجم کا نور
تو ہی ایمن تو ہی طور تو تجلّی تو ظہور
روشنی کا راج تو، مہرِ شب ِ تاراج تو
کہکشاں کا تاج تو صاحب معراج تو

تو جمالِ شرق و غرب
اے شہنشاہِ عرب

آشنائے کیف و کم، تیرا ہر نقشِ قدم
تابشِ لوح و قلم، تو تجلّیٔ حرم
تو تبسم حلم کا، آشنا ہر اسم کا
تو خزینہ علم کا، تو مدینہ علم کا

اے مرے اُمّی لقب
اے شہنشاہِ عرب

اے متاعِ صد سکوں، اے دوائے ہر جنوں
ماہ و انجم کے ستوں، تیرے آگے سرنگوں
تجھ میں ہے ایسی چمک، اٹھ نہیں سکتی پلک
آدم و جنّ و ملک، عرش و کرسیٔ و فلک

تیرے آگے با ادب
اے شہنشاہِ عربؐ

توٗ دفاعِ لا الٰہ، توٗ جہادِ حق نگاہ؛
حرفِ دیں تیری زرہ، فکرِ حق تیری سپاہ
توٗ جلالِ بیکراں، دشمنوں کے درمیاں
ضربِ حق تیری اذاں، توعزورِ لشکراں

توٗ وقارِ حرب و ضرب
اے شہنشاہِ عربؐ

توٗ بہارِ گلٗ بہ گلٗ، توٗ ہی دانائے سُبل
اے مرے ختمِ رسُل، مالک و مولائے کلُ
جس سے سورج منفعل، توٗ وہ نورِ مستقل
در جہانِ آب و گِل، تو درودِ دل بہ دل

توٗ سلام لب بہ لب
اے شہنشاہِ عربؐ

کیا گل و برگ و سمن، کیا در و دشت و دمن
کیا زمینِ صد چمن، کیا سمائے سیم تن

تو طلوعِ شش جہات، تجھ سے دن ہے تجھ سے رات
تو ہی مقصودِ حیات، خلقتِ کل کائنات

تیری خلقت کے سبب
اے شہنشاہِ عربؐ

خاک پر تیرا قیام، عرش پر تیرا خرام
تجھ پہ آئے صبح و شام، مہرِ تاباں کے سلام
تو نے بخشی بالیقیں، دولتِ دنیا و دیں
رحمت اللعالمیںؐ، ہر کرم تیرا حسیں

ہر عطا تیری عجب
اے شہنشاہِ عرب

نام پہ صلِ علیٰ، اے محمدؐ مصطفیٰ
خاتمِ کلُ انبیاء، اے مرے خیر الورٰیؐ
نورِ اللہ الصمد، پرتوِ ذاتِ احد
ہر زمانے کی سند، تجھ سے واقف ہے ابد

تو ازل کی تاب و تب
اے شہنشاہِ عربؐ

روشنیٔ ہر نظر، راحتِ قلب و جگر
طلعتِ شمس وقمر، جلوۂ شام وسحر
تو ہوا جب جلوہ گر، جگمگائے دشت و در
پاؤں تیرے چوم کر، یہ زمینِ شب نگر

بن گئی انجم نسب
اے شہنشاہِ عربؐ

ظلم کی پہچان ہو، جہل کا طوفان ہو
یا عدوئے جان ہو، کوئی بھی اِنسان ہو
تجھ کو ہر انساں سے پیار، آدمیت کے وقار
تو سراپائے بہار، تیرا سینہ بے غبار

تیری رحمت بے غضب
اے شہنشاہِ عربؐ

شب گزیدہ تھا حرم، تو نے اے انجم قدم
اے عظیم و محترم، توڑ ڈالے سب صنم
فکر کی رخشندگی، عزم کی پائندگی
علم کی اے زندگی، تو فنا، بو جہل کی

تو شکستِ بو لہب
اے شہنشاہِ عربؐ

آئینِ درخشانی

اے تابشِ رحمانی اے بارشِ وجدانی
انسان کے پیکر میں قرآن کی تابانی
سیکھی ترے جلووں سے ہر شب نے سحرخوانی
روشن تری کرنوں سے ہر قریۂ ظلمانی
راتوں کو بھی کرتا ہے سورج تری دربانی
اے عالمِ ظلمت میں
آئینِ درخشانی
ناممکن دنیا بھی تیرے لیے امکانی
ہر ایک پیمبر کا تو مرکزِ روحانی
آدمؑ کے لئے ٹھہرا تو جلوۂ پیشانی
تو نوحؑ کا ساحل تھا در عالمِ طغیانی
نمرود کے شعلوں میں تو وجہِ گل افشانی
یلغارِ کلیمی میں تو ضربتِ فرقانی
داؤدؑ کے نغموں کی تو زمزمہ سامانی
نقشہ تری عظمت کا ہر نقشِ سلیمانی
کرتا ہے نفس تیرا عیسیٰؑ کی نگہبانی

عاشق تری صورت کا   خود یوسفِ کنعانی

اے خوبیٔ و محبوبی

اے جانیٔ و جانانی

تو دشتِ خزاں میں بھی   پھولوں کی فراوانی

تو سنگ و حجر میں بھی   صد آئینہ سامانی

سو دشمنِ جاں تیرے   تو رحمتِ ربانی

تو دشتِ جہالت میں   سرچشمۂ عرفانی

تو جہل کی دنیا میں   تو علم کی ارزانی

تکفیر کے صحرا میں   تو بارشِ قرآنی

ہر درد و الم کا تو   سرمایۂ درمانی

کل عرصۂ جاں تیرا   اک عرصۂ قربانی

آہنگِ رجز تیرا   اک نعرۂ ایمانی

آزاد کیے تو نے   اوہام کے زندانی

زنجیر کیے تو نے   اقصائے جہاں بانی

صدقہ ہیں ترے در کا   دارائی و سلطانی

ہر نقشِ قدم تیرا   لافانی و لاثانی

ممنونِ کرم تیرا

کل عالمِ انسانی

حضورِ سرکارؐ

ہمہ عظمت ہیں، ہمہ منصب آپؐ
ہیں مثالِ شجرِ طیّب آپؐ

وہ شجر عرش کے مانند ہے جو خود بھی بسیط
وہ شجر، شاخیں ہیں جس کی مہ و انجم پہ محیط
پتیاں جس کی مہ و مہر کی رعنائی ہیں
وہ شجر جس کی جڑیں خاک کی گہرائی ہیں
وہ شجر جس سے ہے قائم مہ و انجم کی نمود
وہ شجر جس سے دمکتا ہے شبستانِ وجود
ذرہ و مہر میں ہے، ربطِ تیقن جس سے
آسماں اور زمیں میں ہے توازن جس سے
آپ کا نور بھی ہے نورِ صمد بھی یہ شجر
جلوۂ صبحِ ازل، شامِ ابد بھی یہ شجر

رونقِ محفلِ آدمؑ ہیں آپ
باعثِ خلقتِ عالم ہیں آپ

آپ ہی کلمۂ حق، آپ ہی مقصودِ خطاب
آپ ہی روشنیٔ لوح و قلم، نورِ کتاب

فرقِ انساں پہ بلندی کا حسیں تاج ہیں آپ
صاحبِ عرشِ خدا، صاحبِ معراج ہیں آپ
کاشفِ راز بھی ہیں، پردۂ ہر راز بھی ہیں
محفلِ نور میں اللہ کی آواز بھی ہیں
کیا ہو توصیف کہ اک جلوۂ بے حد ہیں آپ
حامدؐ و احمدؐ و محمودؐ و محمدؐ ہیں آپ
علم و حکمت میں تجلیٔ حرم آپ سے ہے
دہر میں روشنیٔ لوح و قلم آپ سے ہے

آپ ہی علم کی رعنائی ہیں
آپ ہی لفظ کی گویائی ہیں

آپ قرآن بھی، قرآن کی تفسیر بھی ہیں
آپ انسان بھی، انسان کی توقیر بھی ہیں
آپ ہی رزم گہہِ کفر میں اعلانِ جہاد
جاں نثاروں کا تبسم سرِ میدانِ جہاد
جب لبِ حق پہ شہادت کی دعا آتی ہے
خندق و بدر و احد سے یہ صدا آتی ہے
آپ ایمان بھی ایمان کی تکبیر بھی ہیں
آپ اسلام بھی اسلام کی شمشیر بھی ہیں

ایسی شمشیر جو رہ رہ کے چمکتی ہے ہنوز
برق بن کر سرِ باطل پہ کڑکتی ہے ہنوز

بحرِ حق، درسِ شجاعت ہیں آپ
سب شہیدوں کی شہادت ہیں آپ

ہم جو تقدیسِ فراموشِ شہادت ہیں حضورؐ
اک ہزیمت سے ہمہ داغِ ندامت ہیں حضورؐ
پھر بھی تقدیر کو دمساز کیا ہے ہم نے
اک نئے دور کا آغاز کیا ہے ہم نے
پھر ہمیں عظمتِ تقدیر عطا ہو آقاؐ
اس نئے عہد کو تنویر عطا ہو آقاؐ
دہرِ فانی میں نقیبانِ دوام آپ کے ہیں
ہم گنہگار سہی پھر بھی غلام آپ کے ہیں
پھر جبینوں کو عطا، نورِ حرم ہو سرکارؐ
سینہ چاکانِ محبت پہ کرم ہو سرکارؐ

پھر ہمیں عزم کی تابانی دیں
پھر ہمیں عہدِ درخشانی دیں

تصورِ حضورؐ

صبح دم جب بزمِ گل میں چہچہاتے ہیں طیور
پَو پھٹے جب جھلملاتا ہے فضائے شب میں نور
روشنی جب پردۂ ظلمت سے کرتی ہے ظہور
تب مجھے محسوس ہوتا ہے کہ کیا ہونگے حضورؐ

روشنی کے تار جب بُنتے ہیں تارِ عنکبوت
صورتِ غارِ حرا ہوتا ہے جب شب کا سکوت
اور ابھرتی ہے افق سے اک جبیں صد رشکِ طور
تب مجھے محسوس ہوتا ہے کہ کیا ہونگے حضورؐ

اک ہوائے سرخوشی میں جھومتے ہیں جب نہال
جب اذاں بن کر چہک اٹھتی ہے آوازِ بلالؓ
دل پہ جب اسمِ محمدؐ سے برستا ہے سرور
تب مجھے محسوس ہوتا ہے کہ کیا ہونگے حضورؐ

دولتِ لوح و قلم کا جو امیں تھا وہ امیںؐ
صبحِ صادق کی طرح صدق تھا جو وہ جبیں
جب قلم کی روشنی بنتے ہیں یہ القابِ نورؐ
تب مجھے محسوس ہوتا ہے کہ کیا ہونگے حضورؐ

ضو بداماں صوت میں جب گونجتی ہے برملا
المزملؐ، المدثرؐ، المبشرؐ کی صدا
اور جب قرآن کی آیات سے اٹھتا ہے نورؐ
تب مجھے محسوس ہوتا ہے کہ کیا ہونگے حضورؐ

کوزۂ دل میں سما جاتی ہے جب ارضِ بسیط
نیم خوابی، نیم وا آنکھوں پہ ہوتی ہے محیط
اور جب پوری طرح بیدار ہوتا ہے شعور
تب مجھے محسوس ہوتا ہے کہ کیا ہونگے حضورؐ

دِل کی ہر دھڑکن سے آتی ہے صدائے یارسولؐ
جب مرے سینے میں کھلتے ہیں دلائے حق کے پھول
جب مری سانسوں کی خوشبو پھیلتی ہے دور دور
تب مجھے محسوس ہوتا ہے کہ کیا ہونگے حضورؐ

جب ملک بھی نعت خواں ہوتے ہیں میرے ساتھ ساتھ
جب مرے شانوں پہ ہوتا ہے کسی سورج کا ہاتھ

جب مرا دل ظلمتِ دنیا سے ہوتا ہے نفور
تب مجھے محسوس ہوتا ہے کہ کیا ہونگے حضورؐ

کچھ نہیں ہے پاس میرے اِک تصور کے سوا
یہ تصوّر بھی نہیں کچھ، اِک تحیّر کے سوا
پھر بھی جب میرا تحیّر دیکھتا ہے کچھ ضرور
تب مجھے محسوس ہوتا ہے کہ کیا ہونگے حضورؐ

آندھیاں جب سنسناتی ہیں مرے آفاق پر
بجلیاں جب ٹوٹتی ہیں خون کے اوراق پر
اُن کے صدقے مطمئن رہتا ہے قلبِ ناصبور
تب مجھے محسوس ہوتا ہے کہ کیا ہونگے حضورؐ

اُن کے قدموں کی تجلّی میرے صبح و شام پر
وہ ہمہ رحمت ہیں صبا اور اُن کے نام پر
بخش دیتا ہے خدا جب مجھ سے عاصی کے قصور
تب مجھے محسوس ہوتا ہے کہ کیا ہونگے حضورؐ

پیامِ رسالت

پیامِ رسالت پیامِ بقا ہے
پیامِ رسالت، خدا سے وفا ہے

ازل اور ابد سے یہ رشتہ بپا ہے
یہی ابتدا ہے یہی انتہا ہے
یہی راستہ ہے یہی رہنما ہے
کبھی یہ بلندیِ کوہ صفا ہے
کبھی یہ تجلیِ غارِ حرا ہے
پیامِ رسالت پیامِ بقا ہے

پیامِ رسالت، صداقت شعاری
خدا کی اطاعت میں سجدہ گذاری
جو کہتا تھا ان سے خداوندِ باری
وہی حرف ہوتے تھے ہونٹوں سے جاری

کلامِ محمدؐ، کلامِ خدا ہے
پیامِ رسالت پیامِ بقا ہے

یہ کعبے کی حرمت، یہ قرآں کی عظمت
تہِ تیغِ باطل بھی حق کی شہادت

غریبوں کی دولت ضعیفوں کی طاقت
پیامِ رسالت کا، اعلانِ وحدت

عبث ہے غلط ہے جو غیر از خدا ہے
پیامِ رسالت، پیامِ بقا ہے

اِسی کے ہیں ارض و سما کے اجالے
یہی تو ہے کون و مکاں کو سنبھالے
اِسی نے فضا میں ستارے اچھالے
اِسی میں رُخِ مصطفیٰ کے اجالے

دھڑکتا اِسی میں دلِ مجتبیٰ ہے
پیامِ رسالت پیامِ بقا ہے

"حصارِ شعب" کے مصائب اٹھائے
وہی جس نے طائف کے پتھر بھی کھائے
اگرچہ رُخ و سر لہو میں نہائے
مگر بد عا کو نہ لب تک ہلائے

اُسی رحمتِ بیکراں کی عطا ہے
پیامِ رسالت پیامِ بقا ہے

عجب رہنما ہے خدا کا پیمبر
رگِ جاں پہ روکے زمانے کے خنجر

بدل ڈالی دنیا، بکھل ڈالے لشکر
محمدؐ کی تکبیر، اللہ اکبر

محمدؐ کا نعرہ اذانِ خدا ہے
پیامِ رسالت، پیامِ بقا ہے

وہ مکہ جہاں ظالموں نے ستایا
اُسی میں وہ جب امرِ حق بن کے آیا
تو دشمن کو بڑھ کر گلے سے لگایا
خطا بخش نے یہ جہاں کو بتایا

کہ اسلام امن وامان کی رِدا ہے
پیامِ رسالت، پیامِ بقا ہے

ہمہ صدق و تائیدِ قرآن ہونا
ہمہ عدل وانصاف وایمان ہونا
ہمہ مہرِ و اخلاق و احسان ہونا
پیامِ رسالت ہے انسان ہونا

یہ اس کا ہے صدقہ جو خیر الوریٰ ہے
پیامِ رسالت، پیامِ بقا ہے

خدا نے نوازا ہے قلب و نظر سے
اٹھو روشنی لو، محمدؐ کے در سے

یہ کہتا ہے سجدہ گذارانِ زر سے
نہ تھرّاؤ، جھوٹے خداؤں کے ڈر سے

کہ سجدہ فقط اِک خدا کو روا ہے
پیامِ رسالت پیام بقا ہے

سرِ خاکِ ظلمت بہ انجم نگاہی
بہ تردیدِ دارائی و کج کلاہی
پیامِ رسالت ہے، انکارِ شاہی
حقوقِ بشر کی مقدس گواہی

مساواتِ انسانیت کی صدا ہے
پیامِ رسالت، پیام بقا ہے

امینو! خدا کی امانت کو سمجھو
عزیزو، مقامِ رسالت کو سمجھو
رفیقو، کمالِ دیانت کو سمجھو
ضعیفو، صداقت کی طاقت کو سمجھو

یہ دنیا جہاں پر فنا ہی فنا ہے
پیامِ رسالت، پیام بقا ہے

بنامِ محمدؐ

کہاں کا ہبوط اور کہاں کا صعود
کہاں کا نحوس اور کہاں کا سعود
کہاں کا عدم اور کہاں کا وجود
نفس تا نفس زندگی کا سرود

بنامِ محمدؐ سلام و درود

یہاں جس سحر کی بھی تخلیق ہے
اُسی کی صداقت کی تصدیق ہے
وہی علم و دانش کی تحقیق ہے
اُسی کی شہادت ہے روحِ شہود

بنامِ محمدؐ سلام و درود

نہ کرتا جو نورِ محمدؐ ظہور
تو رہتے مہ و مہر بھی نا صبور
نہ پاتے کسی روشنی کا سرور
نہ یہ خاکِ تیرہ نہ چرخِ کبود

بنامِ محمدؐ سلام و درود

اسی کی طرف، روئے شمس و قمر
وہ شعلہ نفس، وہ ستارہ نظر
اُسی کا گریباں طلوعِ سحر
اُسی کی قبا روشنی کا وجود

بنامِ محمدؐ سلام و درود

وہی انبیائے جہاں کا امام
اُسی کے لبوں پر خدا کا کلام
اُسی کے طریقِ عبادت کا نام
قیام و قعود و رکوع و سجود

بنامِ محمدؐ سلام و درود

اُسی کا ہے صدقہ متاعِ حیات
وہی بے ثباتی میں وجہِ ثبات
اُسی کا تصدق ہے یہ کائنات
اُسی کا کرم دو جہاں کی نمود

بنامِ محمدؐ سلام و درود

بلا سنگ ریزوں کو سامانِ طور
وہ آیا جو قرآن کا ہے کے نورُ
پگھلنے لگا برفِ زارِ شعور

تھرکنے لگا، دشت و در کا جمود
بنامِ محمدؐ سلام و درود

وہی برگ و گل ہے وہی دشت و راغ
وہی مہروش ہے وہی شب چراغ
وہی ہے قرار و بہار و فراغ
وہی ہے شگفت و طلوع و نمود
بنامِ محمدؐ سلام و درود

اُسی کا عمل ہے خدا کا عمل
اُسی کا تکلّم خدا کی غزل
اُسی کا تبسم؛ جمالِ ازل
وہی ہے خدائی کا چہرہ کشود
بنامِ محمدؐ سلام و درود

محمدؐ کی حدِ عمل کی سند
نہ صبحِ ازل ہے، نہ شامِ ابد
مثالِ تجلّیٔ ذاتِ احد
جمالِ محمدؐ بھی ہے بے حدود
بنامِ محمدؐ سلام و درود

وہی تو ہے بنیادِ دنیا و دیں

وہی ہے ستونِ حصارِ یقیں
وہی ہے طنابِ سما و زمیں
وہی خیمۂ دو جہاں کا عمود
بنامِ محمدؐ سلام و درود

محمدؐ ورائے یقین و گماں
محمدؐ محیطِ زمان و مکاں
محمدؐ کے آثار کے درمیاں
چہ فردا چہ دیروز و چہ ہست و بود
بنامِ محمدؐ سلام و درود

بہ حسنِ صفاتی بہ نورِ نسب
بہ تصدیقِ قرآں بہ تائیدِ ربّ
بہ انجم سحر کرد، اوراقِ شب
بہ خورشید آمد، درِ آفاق دود
بنامِ محمدؐ سلام و درود

وہی تو ہے معیارِ کون و مکاں
وہی تو ہے میزانِ سود و زیاں
تمیزِ حرام و حلالِ جہاں
محمدؐ کا صدقہ بنامِ وجود

بنامِ محمدؐ سلام و درود

ہم اس کے لیے ہیں سراپا سپاس
ہمارے لیے ہے وہ حق کی اساس
نہ مٹتی جو ہوتی محمدؐ شناس
وہ رزقِ زمیں، آلِ عاد و ثمود

بنامِ محمدؐ سلام و درود

جو زندہ ہے ہر کربلا کے لیے
فنا بھی ہے اس کی بقا کے لیے
غلامِ درِ مصطفٰےؐ کے لیے
نہ خوفِ زیاں ہے نہ سودائے سود

بنامِ محمدؐ سلام و درود

محمدؐ ہے آوازِ حقانیت
محمدؐ ہے معراجِ انسانیت
محمدؐ ہے پیغامِ وحدانیت
پئے رنگ و نسل و رسوم و قیود

بنامِ محمدؐ سلام و درود

مری روح پر پھول برسا دیئے
خیالوں کے گلزار مہکا دیئے

کہ اسمِ محمدؐ نے بکھرا دیئے
نفس تا نفس، عنبر و مشک و عود

بنامِ محمدؐ سلام و درود

ادب سے لیا جب بھی نامِ رسولؐ
ہوُا تازہ شعروں کا مجھ پر نزول
سرِ لب کھِلے، نعت گوئی کے پھول
ہوا نکہتوں کا سرِ دل ورود
بنامِ محمدؐ سلام و درود

صلِّ علیٰ

توحیدِ مسلسل کی مثالِ اعلیٰ
تو کفر کی آندھی میں چراغِ صحرا

اے جلوۂ ماقبلِ ظہورِ آدمؑ
اقدم ترا اقدامِ تجلّی ٹھہرا

ہر آن رہا حلقۂ تہلیل میں تو
اے عالمِ انفاس میں تسبیحِ خدا

ہر شامِ حرا تیرے تفکّر کی دلیل
ہر صبحِ صفا تیری صداقت کی صدا

اے وحیِ الٰہی کے امین و خازن
تو غارِ حرا میں ہے طلوعِ اقرأ

اے انفس و آفاق سے معروفِ خطاب
منبر ترے خطبے کے لیے کوہِ صفا

تا عرش تری چشم زدن میں پرواز
پُر نور سفر تیرا بنامِ اسریٰ

سدرہ ہے قدم بوسِ تجلّیٔ قدوم
ممنون ترے سایہ کشانِ طوبیٰ

رقاص ترے نور کے مہر و مہتاب
طواف ترے در کے رہے ارض و سما

تو کفر کی ظلمت میں ستارہ بردوش
اے نجم دل و شعلہ رخ و مہرِ قبا

تو دشتِ تپیدہ کے لئے ابرِ کرم
تو صرصرِ صحرا کے لیے بادِ صبا

یکساں ہے مہ و کہہ پہ عنایت تیری
تو اسود و احمر کی پناہ یکجا

جس طرح ستاروں کا جہاں ہے آزاد
اس طرح کھلا ہے درِ دولت تیرا

بخشی ہے اماں تونے زمانے بھر کو
اے صورتِ آفاق سما سینہ کشا

وہ تیرِ سُبک زخمۂ قدرت ہے تو
جو کفر کے سینے میں ترازو ٹھہرا

ہر ضرب ترے تیشۂ توحید کی ہے
غارت گرِ کاشانۂ لات و عُزیٰ

صد افسر و اورنگِ جہاں جس پہ نثار
وہ بوریۂ خاک ترا تخت رہا

تقویمِ مہ و سال سے بالا ہے تو
تاریخ کی ترتیب ہیں دوش و فردا

آفاق ترے ساتھ سفر میں ہیں ہنوز
اے قافلۂ شوق کی آوازِ درا

رکھتے ہیں ترے نور سے دِل کو روشن
خورشید نژادانِ جہانِ تیرہ

اے باعثِ صد بارشِ الہامِ سخن
جس روز سے صہبا ہے ترا نعت سرا
ہر سانس پہ کہتا ہے محمدؐ کہہ کر
دل صلِّ علیٰ صلِّ علیٰ صلِّ علیٰ

وہی اوّل وہی آخر

وہ محمدؐ جس کی خاطر دو جہاں پیدا ہوئے
جس کے صدقے میں زمین و آسماں پیدا ہوئے

وہ محمدؐ نور تھا جس کا سراپائے یقیں
خلقتِ آدم تھی جس دم درمیانِ ماؤطیں

وہ محمدؐ جس کے خدّ و خال کی آیات سے
وہ محمدؐ جس کے نورِ پاک کی برکات سے

آب کو ٹھنڈک ملی، تو برق کو حدّت ملی
اِس ہوا کو پَر ملے، اِس خاک کو صورت ملی

بے یقیں نظمِ مظاہر میں تیقّن آگیا
اُس کی رحمت سے عناصر میں توازن آگیا

نبضِ دوراں اُس کے اسمِ پاک سے چلنے لگی
پھول لہکے، باغ مہکے، زندگی ہنسنے لگی

نکتۂ آغاز بھی اور ارتقا بھی تھا وہی
انتہا بن کر جو آیا ابتدا بھی تھا وہی

وہ نبیؐ جب بھی تھا جب کوئی نبیؑ آیا نہ تھا
اس کے سائے تھے بہت سے جس کا خود سایہ نہ تھا

پیشوائی کو ہزاروں انبیاء بھیجے گئے
اُس کی خاطر روشنی کے دائرے کھینچے گئے

اس لیے آخر میں آیا وہ حبیبِ کردگار
تاکہ دنیا سیکھ جائے احترامِ انتظار

انبیائے ماسبق تھے چند گوشوں کے امیں
اس لئے آخر میں آیا رحمت اللعالمینؐ

ایک ہی سورج میں ہر تنویر کو حل کر دیا
اُس پہ قدرت نے نبوّت کو مکمل کر دیا

جب صحیفے طاقِ نسیانِ جہاں میں کھو گئے
جب پیمبر آدمی کے حافظے میں سو گئے

جب خدا کا ہر پیمبر بن گیا ماضی کا خواب
بن گئی تحریفِ باطل جب خدا کی ہر کتاب

جب شکارِ گمرہی تھا آدمی کا ہر قدم
ظلمتِ بیت الحرم تھی جب صنم اندر صنم

جب ستارے کم نظر تھے اور سورج بے نمود
کفر سے ظلمت گزیدہ تھا شبستانِ وجود

جب قوانینِ سماوی غرقِ عصیاں ہوگئے
جب بشر شیطان کی خدمت سے شیطاں ہوگئے

زندگی جب زندگی سے روٹھ کر جانے لگی
یا محمدؐ ، یا محمدؐ کی صدا آنے لگی

تو مظاہر سر جھکا کر التجا کرنے لگے
تو عناصر اُس کی آمد کی دعا کرنے لگے

تب بشر کے روپ میں وہ نورِ حق ظاہر ہوا
خاک پر اتمامِ لطفِ حجتِ آخر ہوا

تا ابد جو حسنِ دو عالم کا مقصد ہوگیا
وہ ازل کا نور سمٹا تو محمدؐ ہوگیا

آسماں سے نور برسا خاک پر لہرائے پھول
صبح صادق نے گواہی دی کہ وہ آیا رسولؐ

پھر ہوائیں بادلوں کی کشتیاں کھینے لگیں
خاک میں سوئی بہاریں کروٹیں لینے لگیں

آدمی کو دین و دنیا کا سکوں حاصل ہوا
وہ ہوا نازل تو پھر قرآن بھی نازل ہوا

فکر کے معنیٰ کھلے تو عقل کے جوہر کھلے:
آدمی کے ذہن پر جبرئیل کے شہ پر کھلے

اپنے شانوں پر اٹھایا اُس نے اُس حکمت کا بار
ایک ذرہ جس کا پا کر، ٹوٹ جاتے کوہسار

تابشِ وحیِ الٰہی سب کو کر دیتی ہلاک
گر نہ ہوتی ذات اُس کی درمیانِ عرش و خاک

گر نہ دل پر روک لیتا، وہ چمک قرآن کی
تا ابد واپس نہ جاتی، خیرگی انسان کی

کور چشموں کو کیا واقف نئے خورشید سے
خواب کیشوں کو جگایا نغمۂ توحید سے

جو بھی انساں کو دیا وہ ظرفِ انساں تول کر
اُس نے سورج بھی پلائے تو عرق میں گھول کر

اُس نے بخشی نوعِ انساں کو غلامی سے نجات
اُس کے اُس اعجاز پر قربان روحِ معجزات

نفرتوں کی سب خلیجیں، چاہتوں سے پاٹ دیں
اُس نے دل کے آبگینے سے چٹانیں کاٹ دیں
ہر بلند و پستِ دنیا کو برابر کر دیا
خار و گلُ کو ایک خوشبو سے معطّر کر دیا

حوصلہ پیدا کیا الحاد سے انکار کا
کاہ کو بخشا سلیقہ، کوہ پر یلغار کا

عزم کا وہ نور بخشا اُس کے عزمِ پاک نے
بجلیوں کے گھر جلا ڈالے خس و خاشاک نے

قیصر و کسریٰ کی عظمت کے منارے گر گئے
سنگ ریزوں نے نظر کی تو ستارے گر گئے

اس نے روشن کر دیئے کچھ اِس طرح تیرہ ضمیر
بن گئے سلطانِ عالم اُس کے کوچے کے فقیر

کچھ نہ ہونے پر جو اُس کے حاجبِ در ہو گئے
وہ ابوبکرؓ و عمرؓ، عثمانؓ و حیدرؑ ہو گئے

فکرِ نو دے کر بشر کو انقلابی کردیا
اُس نے جس ذرّے کو دیکھا ماہتابی کردیا
موت سے آنکھیں ملانے کا قرینہ آگیا
آدمی کو حوصلے کے ساتھ جینا آگیا

آچکا حق کا پیمبر، آچکا حق کا پیام
اب کلامِ حق کے آگے ہر سخن ہے لا کلام

ہاں سنو، اے گمرہانِ تیرہ بختی غور سے
آرہی ہے اِک صدائے نور غارِ ثور سے

کیا نظر آتی نہیں ہے روشنی قرآن میں
کس لئے ہر دم تصادم ہے یہ پاکستان میں

گم ہو کیوں فرقہ پرستو اپنی اپنی آن میں
کیا اخوت اب ملے گی، صرف قبرستان میں

آؤ اس کی سمت جو ہے بندۂ ربِ کریم
جس کے نقشِ پا دکھاتے ہیں صراطِ مستقیم
اِس جہانِ خیر و شر میں آرزو مندانِ خیر
کوئی منزل مل نہیں سکتی محمدؐ کے بغیر

اعلیٰ و معلّیٰ

قوسین بھی، لولاک بھی، طوبیٰ بھی وہی ہیں
سدرہ بھی، جمالِ شبِ اسریٰ بھی وہی ہیں
اعلیٰ بھی تجلّے بھی، معلّیٰ بھی وہی ہیں

یوں نورِ ازل ان سے نکھارا گیا پہلے
جو آخری سورج تھا ابھارا گیا پہلے
اِس رمزِ مشیت کا اجالا بھی وہی ہیں

وہ ابرِ کرم، بارشِ آیات ہے ان کی
تخلیقِ دو عالم کا سبب ذات ہے ان کی
جو کُن میں چھپا ہے وہ ارادہ بھی وہی ہیں

اقصائے زمانہ میں صداقت کی سند بھی
وہ اوّل و آخر بھی، ازل بھی ہیں ابد بھی
دیروز بھی امروز بھی فردا بھی وہی ہیں

کیا نور ہے عرفان کی قندیل سے پوچھو
کیا راز ہے، اس راز کو جبریل سے پوچھو
امّی ہیں مگر قاریٔ اقرا بھی وہی ہیں

وہ سورۂ رحمٰن کا آہنگِ روانی
وہ سورۂ والنجم کی انوار فشانی
فرقان بھی، یاسین بھی طٰہٰ بھی وہی ہیں

وہ چشمِ براہیم کے خوابوں کی صداقت
وہ حضرتِ داؤدؑ کے نغموں کی سعادت
سلطانِ حرم، مالکِ اقصیٰ بھی وہی ہیں

شب ہائے تمنا کی سحر ہے شبِ معراج
اک نور اِدھر، ایک اُدھر ہے شبِ معراج
ظاہر بھی وہی ہیں، پسِ پردہ بھی وہی ہیں

ہے ان کے ہی سر عظمتِ انسان کا سہرا
واللیل ہے وہ زلف تو والشمس وہ چہرا
خلّاقِ شب و روز کا منشا بھی وہی ہیں

ہم دل کا سکوں اور کہیں پا نہیں سکتے
ہم ان کے سوا اور کہیں جا نہیں سکتے
ہم جس میں ہیں آباد وہ دنیا بھی وہی ہیں

ہم اہلِ محبت کی محبت نہیں محدود
جنت سے فقط قربتِ سرکار ہے مقصود
اِس واسطے جنت کی تمنا بھی وہی ہیں

ایمان ہمیں دستِ صداقت سے مِلا ہے
قرآن محمدؐ کی وساطت سے مِلا ہے
خالق سے تعارف کا وسیلہ بھی وہی ہیں

وہ آئے تو ہنگامِ ہدایات بھی آیا!
وہ آئے تو پیغامِ مساوات بھی آیا
انسان کی عظمت کا تقاضا بھی وہی ہیں

وہ نور بھی، تنویر بھی، طلعت بھی چمک بھی
خورشید بھی مہتاب بھی، انجم بھی فلک بھی
گلزار بھی کہسار بھی صحرا بھی وہی ہیں

وہ روشنئ لوح و قلم عرشِ بریں پر
وہ علم کی معراج، ہمہ جہل زمیں پر
افکار بھی، الفاظ بھی معنیٰ بھی وہی ہیں

وہ سینہ ہے آماجگہِ وحیِ الٰہی!
حاصل ہے سرِ خاک انہیں عرش پناہی
انسان ہیں انسان سے بالا بھی وہی ہیں

کچھ اور مشیت کے خزانے میں نہیں ہے
کچھ ان کے سوا اور زمانے میں نہیں ہے
دنیا بھی وہی حاصلِ دنیا بھی وہی ہیں

وہ آئے تو شاہی نے غلاموں کا کیا طوق
لافانی و لاثانی و لا خدشہ و لا خوف
آوازۂ لا قیصر و کسریٰ بھی وہی ہیں

درکار اماں ہے تو مدثر کو صدا دے
اے نوعِ بشر، حق کے مبشر کو صدا دے
بیمار سمجھ لے کہ مسیحا بھی وہی ہیں

وہ ختمِ رسالت ہیں وہ اتمامِ نبوت
دنیا کی ہدایت کے لیے تا بہ قیامت
انسان سے اللہ کا وعدہ بھی وہی ہیں

کیوں پھرتے ہو یوں خوار چلو کوئے نبیؐ میں
مینارۂ صد نور ہیں، گر تیرہ شبی میں
تو بحرِ حوادث میں کنارہ بھی وہی ہیں

ہم ان کے ہیں جو ہاشمی و مطلبی ہیں
ہم لوگ غلامانِ رسولِ عربی ہیں
سرتاج بھی، سرکار بھی، آقاؐ بھی وہی ہیں

حسانؓ کا اندازِ بیاں ڈھونڈ رہا ہے
سرکار کے قدموں میں اماں ڈھونڈ رہا ہے
صہبا کے لیے منزلِ صہبا بھی وہی ہیں

بارانِ نور

اے موجۂ کوثر مرے لہجے میں نشے گھول
اے زورِ تکلم، مرے لفظوں کی گرہ کھول
اے روحِ سخن اٹھ کے سرِ بزمِ سخن بول
میزانِ مناقب میں عقیدت کے گہر تول

ہو اسمِ محمدؐ کا فسوں، نعتِ محمدؐ
جبرئیل قلم دے کہ لکھوں نعتِ محمدؐ

اے چشمۂ صد لطف و کرم، مجھ پہ کرم کر
سدرہ کی طرح نور فشاں، میرا قلم کر
شائستۂ تعریفِ شہنشاہِ اُممؐ کر
مجھ جیسے ہمہ جہل کو اعجاز رقم کر

احساس ہو قدرت کے نوشتوں کی طرح سے
الفاظ مؤدّب ہوں فرشتوں کی طرح سے

احساس پہ چھائی ہوئی یثرب کی گھٹا ہو
ہر شعر میں گل ریز، مدینے کی ہوا ہو
محبوبِ جہاں مدحتِ محبوبِ خدا ہو
یارب مجھے اس بار یہ توفیق عطا ہو

اِس طرح کروں ذکر رسولِ عربی کا
بلبل کہیں سب لوگ مجھے باغِ نبیؐ کا

خورشید کی کرنوں سے تجلّی کو نچوڑوں
اِس طرح ستارے حسیں آفاق سے توڑوں
اِس طرح مہ و مہر کو قرطاس پہ موڑوں
یوں انجم و مہتاب کو الفاظ سے جوڑوں

الفاظ میں گرمی ہو اگر مہرِ تپاں کی
مصرعوں میں چمک آئے نظر کاہکشاں کی

اِک چشمۂ ظلمات کی خورشید پنا ہی
تحریر کو "واللیل" کی مل جائے سیاہی
افکار میں در آئے وہ قرآن نگاہی
دے سورۂ والنجم کی ہر لفظ گواہی

وہ نور ملے، بارگہِ شاہِ اُممؐ سے
روشن ہو قلم، روشنیٔ لوح و قلم سے

میں اور کہاں مدحتِ سرکارِ مدینہ
لفظوں میں سمٹ آئے ہیں انوارِ مدینہ
احساس میں ہے نکہتِ گلزارِ مدینہ
بے اذنِ محمدؐ، سرِ دربارِ مدینہ

لب کھول سکوں مجھ میں یہ جرأت ہی کہاں تھی
اتنی مری گویائی میں طاقت ہی کہاں تھی

الفاظ ہیں یا زہرہ و ناہید کے آنچل
جذبات کے ہاتھوں میں ہے انوار کی چھاگل
ہے دیدۂ افکار میں وجدان کا کاجل
برسے ہیں مری روح پہ الہام کے بادل

اس نعت میں جو نورِ ازل گھول رہی ہے
یہ میں تو نہیں، حُبِّ نبیؐ بول رہی ہے

گو روشنیٔ برقِ سرِ طور ہیں سرکار
پر دل کی تجلّی سے کہاں دور ہیں سرکار
آیاتِ ہمہ نور میں مستور ہیں سرکار
اک نور ہے قرآن تو اک نور ہیں سرکار

خورشید جو رہتا ہے، دلِ شب میں سمٹ کر
ہوتا ہے طلوع اُن کے ہی قدموں سے لپٹ کر

یہ خاک ، محمدؐ کی قدم بوس رہی ہے
اس واسطے شاداب ہے پھولوں سے لدی ہے
یہ اُن کے تصدّق میں بہاروں سے سجی ہے
خوش بخت ہے یہ اُن کی طرف دیکھ چکی ہے
گر اُس رُخِ روشن کی تجلّی میں نہ کھوتی
اس خاک پہ اِک صبح نمودار نہ ہوتی

ہاں نازشِ ہر نام و نسب ہیں تو وہی ہیں
ہاں جن و ملائک کا ادب ہیں تو وہی ہیں
ہاں شاہِ عجمؐ ، شاہِ عربؐ ہیں تو وہی ہیں
ہاں خلقتِ دنیا کا سبب ہیں تو وہی ہیں
موجود سرِ ہر دو جہاں کچھ نہیں ہوتا
سرکارؐ نہ ہوتے تو یہاں کچھ نہیں ہوتا

جب کچھ بھی نہ تھا، آپ تو موجود تھے جب بھی
یہ روشنیٔ روز ، یہ تاریکیٔ شب بھی
یہ شاہد و مشہود ، یہ علت یہ سبب بھی
مٹ جائیں گے سب، آپ نظر آئیں گے تب بھی
اِک سلسلۂ نور ہیں خود ذاتِ اَحد کا
اِک رشتۂ دائم ہیں ازل اور اَبد کا

کچھ لوگ یہ کہتے ہیں کہ ایقان ہے کافی
کچھ لوگ یہ کہتے ہیں کہ وجدان ہے کافی
کچھ لوگ یہ کہتے ہیں کہ قرآن ہے کافی
انسان کا اللہ پہ ایمان ہے کافی

خاتم بد ہن، اب وہ وساطت نہیں باقی
اب بیچ میں احمدؐ کی ضرورت نہیں باقی

یہ وہم غلط ہے، یہ روا ہو نہیں سکتا
حق لطفِ محمدؐ کا ادا ہو نہیں سکتا
یہ کارِ جہاں اُن کے سوا ہو نہیں سکتا
قرآن محمدؐ سے جدا ہو نہیں سکتا

ہاں لازم و ملزوم ہیں جلوہ بھی نظر بھی
سورج ہی کے پہلو سے ابھرتی ہے سحر بھی

افسوس کہ معیارِ نظر، کتنا گرا ہے
رُخ جس کی تجلّی سے اندھیروں کا پھرا ہے
وہ سب کا نبیؐ فرقہ پرستوں میں گھرا ہے
جو منکرِ سرکار ہے احمق وہ نرا ہے

جو اُن سے پھرے اُس کی شفاعت نہیں ہوتی
بے اسمِ محمدؐ تو عبادت نہیں ہوتی

ہر خوابِ مہ و مہر کی تعبیر بھی وہ ہیں
معراج بھی معراج کی تنویر بھی وہ ہیں
اسلام بھی اسلام کی شمشیر بھی وہ ہیں
قرآن بھی، قرآن کی تفسیر بھی وہ ہیں

جو عقدہ تسلیم ہے وہ حل نہیں ہوتا
بِن اُن کے تو کلمہ بھی مکمل نہیں ہوتا

ہر چند مؤحد بھی ہے توحید کا خوُگر
احکامِ الٰہی سے نہیں پھر بھی ثمر وَر
ہاں یاد کرو، خلقتِ آدمؑ کا وہ منظر
ابلیس بنا دیتا ہے، انکارِ پیمبرؐ

جو نور ہے، مربوط ہے، انوارِ نبیؐ سے
ایمان بھی مشروط ہے، اقرارِ نبیؐ سے

وہ رحمتِ عالمؐ، ہمہ رحمت ہی رہے گا
وہ صاحبِ قدرت، ہمہ قدرت ہی رہے گا
وہ زندۂ جاوید، سلامت ہی رہے گا
دنیا کی بہرحال ضرورت ہی رہے گا

ہر لحظہ، جو دنیا کے لیے وجہِ بقا ہے
وہ قلبِ محمدؐ کے دھڑکنے کی صدا ہے

اِک جلوۂ پنہاں کا اجالا بھی وہی ہیں
عرفانِ خدائی کا وسیلہ بھی وہی ہیں
اعلان بھی، پیمان بھی، وعدہ بھی وہی ہیں
معبود کا گویا، لبِ گویا بھی وہی ہیں

یہ راز تو قرآن بھی خود کھول رہا ہے
پردے میں محمدؐ کے خدا بول رہا ہے

اسلام کے پرچم کو جھکانا نہیں ممکن
اِس نقشِ معظم کو مٹانا نہیں ممکن
احسان محمدؐ کے گنانا نہیں ممکن
اُس محسنِ اعظم کو بھلانا نہیں ممکن

میں کیسے بتاؤں کہ جو رتبہ ہے نبیؐ کا
قرآن قصیدہ ہے رسولِ عربی کا

اب ہم میں نہیں دین کی آئینہ نمودی
ہم لوگ نہیں جلوۂ ایماں کے شہودی
خوش حال ہیں ہندو تو تونگر ہیں وجودی
یہ ہم پہ جو چھائے ہیں نصاریٰ و یہودی

سر ملتِ بیضا کا جو دنیا میں جھکا ہے
سب ترکِ خدا، ترکِ محمدؐ کی سزا ہے

نبیؐ

فراغِ فرشِ زندگی، چراغِ چرخِ چنبری
نظر نظر کی روشنی، نفس نفس کی نغمگی
مرا ترانۂ سحر، مرا وظیفۂ شبی
نبیؐ نبیؐ نبیؐ نبیؐ

بہار آئی دفعتاً سبھی زمیں کی انجمن
پون چلی سنن سنن بجے وہ دف چھنن چھنن
چمن چمن، دمن دمن صبا پکارتی چلی
نبیؐ نبیؐ نبیؐ نبیؐ

وہی ہے رہبرِ سُبل، وہی ہے خاتمِ رسلؐ
وہی نشاطِ دوجہاں وہی ہے انبساطِ کُل
کہ نغمہ گر ہے گُل پہ گُل بہار کی سمن لبی
نبیؐ نبیؐ نبیؐ نبیؐ

محمدؐ آبجوئے دل محمدؐ آفتابِ جاں:
زمیں زمیں زماں زماں کرن کرن کراں کراں
کشادِ دل کشاں کشاں یہی نوشتۂ جلی
نبیؐ نبیؐ نبیؐ نبیؐ

کبھی کنارِ یم بہ یم، کبھی سحاب نم بہ نم
بنامِ گلشنِ امم، صبا نفس سحر قدم
کتاب، روشنی، قلم، شعور، علم، آگہی
نبیؐ نبیؐ نبیؐ نبیؐ

اذان بھی، امان بھی، سلام بھی، درود بھی
قیام بھی، قعود بھی، رکوع بھی، سجود بھی
ریاضتوں کا مدعی، عبادتوں کا منتہی
نبیؐ نبیؐ نبیؐ نبیؐ

مظاہرِ وجود میں، تجلیٔ ضمیر بھی
مزملؐ و مدثرؐ و بشیرؐ و نذیرؐ بھی
ہمہ بلند مرتبی، ہمہ ستارہ منصبی
نبیؐ نبیؐ نبیؐ نبیؐ

طلوع بھی، ظہور بھی، جمال بھی، نگاہ بھی
وہ راہبر بھی، راہ بھی، ثبوت بھی گواہ بھی
وہ جاں بھی جاں پناہ بھی بنامِ بندہ پروری
نبیؐ نبیؐ نبیؐ نبیؐ

امین و ایمن و اماں حسین و احسنِ جہاں
وہ جانِ جاں فروشگاں وہ تاجدارِ ہر زماں
وہ مرشدی و سیّدی وہ ہاشمی و یثربی
نبیؐ نبیؐ نبیؐ نبیؐ

وہ مہرِ صبح و ماہِ شب، جلالِ حق، جمالِ رب
درودِ دل، سلامِ لب، شہِؐ عجم، شہِ عربؐ
حسب میں نازشِ حسب، نسب میں نورِالنبی
نبیؐ نبیؐ نبیؐ نبیؐ

امیرِ بزمِ بحر و بر، خبیرِ عالمِ خبر
بشیرِ منزلِ بشر، سفیرِ محفلِ سحر
نظیر و ناظر و نظر، منیر و مہرِ منجلی
نبیؐ نبیؐ نبیؐ نبیؐ

علیم و عالِم و علمؔ ، نعیم و منعم و نعم!
کریم و اکرم و کرم ، حریم و محرم و حرم
حکیم و حاکم و حکم ، سراج و تاجِ سروری

نبیؐ نبیؐ نبیؐ نبیؐ

نصیب و ناصب نمود، جیب و صاحبِ وجود
شہید و شاہد و شہود، حمید و حامد و حمود
وصالِ ساجد و سجود، کمالِ شانِ بندگی

نبیؐ نبیؐ نبیؐ نبیؐ

وہ آیتوں سے مشکبو، جمالِ حق کے روبرو
فسوں ہے جس کا چار سو، اُسی کا عکس ہوبہو
وہ عبدہٗ ، رسولہٗ ، وہ مو بہ مو پیمبری

نبیؐ نبیؐ نبیؐ نبیؐ

ہمہ سوال کو بہ کو، ہمہ جواب سو بہ سو
وہ غور و فکر و جستجو، یہ نعرۂ تفکرو
کبھی صفا کی گفتگو، کبھی حرا کی خامشی

نبیؐ نبیؐ نبیؐ نبیؐ

زمین و آسمان ایک شہرِ علم ہیں مجھے
تمام اسم اُس کے اسم کا طلسم ہیں مجھے
نہ کوئی رمز غیر ہے، نہ کوئی لفظ اجنبی
نبیؐ نبیؐ نبیؐ نبیؐ

قریبِ خاکداں بھی وہ، حبیبِ آسماں بھی وہ
محیطِ نور کی قسم، یہاں بھی وہ وہاں بھی وہ
کبھی ہے عرش کی صدا کبھی ہے فرش ملتجی
نبیؐ نبیؐ نبیؐ نبیؐ

قیاس بھی نہ کر سکے اُسے کسی طرح جُدا
پھر اِس قدر قریب ہے، خدا سے بندۂ خُدا
کہ اب ازل سے تا ابد، ازل وہی ابد وہی
نبیؐ نبیؐ نبیؐ نبیؐ

حضورؐ آپ سے ملے، مجھے سُراغ اصل کے
حضورؐ صدقے آپ پر چراغ میری نسل کے
حضورؐ میری جاں فدا، نثار اُمّی و ابی
مرا ترانۂ سحر، مرا وظیفۂ شبی
نبیؐ نبیؐ نبیؐ نبیؐ

فتحِ مکہؐ

فتحِ مکہؐ ہو چکی
بولہب کے ہاتھ ٹوٹے ، مر چکا بوجہل بھی
موت کی آغوش میں
کفر کی ہر ایک طاقت سو چکی

آج حق کے سامنے
سر جھکائے ہے گروہِ مشرکیں
زرد چہروں پر لکھا ہے موت کا گہرا یقیں
آج جو مفتوحِ حق ہیں، تنگ ہے جن پر زمین
ہاں یہی ہیں وہ لعین
جو سفیرِ برگ و گل کی راہ میں
نفرتوں سے خار پھیلاتے رہے
یہ وہی ہیں جو مرے سرکار پر
پھول برسانے کے بدلے، سنگ برساتے رہے
ایک صدیق و امیں کو روز جھٹلاتے رہے
یہ وہی ہیں جو پیامِ حق کو ٹھکراتے رہے

ہاں یہی ہیں وہ ذلیل و نابکار
جو سرِ اقدس پہ کوڑا پھینکتے تھے بار بار
جب سفیرِ حق سناتا تھا خدا کی داستاں
یہ تمسخر سے بجاتے تھے مسلسل تالیاں
روشنی آتی نہ تھی اِن کو نظر آیات میں
یہ اڑاتے تھے مذاق
حق کے سورج کا اندھیری رات میں
معجزے دیکھے تو ان کو ساحری کہتے رہے
یہ کلامِ حق بیاں کو شاعری کہتے رہے

کفر کی تاریک راتوں کے اسیر
یہ سیہ دل ہیں و ہی تیرہ ضمیر
مہرِ حق افروز تھا جن کی نگاہوں کا ملال
ہاں یہی ہیں وہ لعین و بد خصال
وہ جنہوں نے از رہِ بغض کمال
توڑ کر سارے قریبی واسطے
بھول کر سارے سماجی رابطے

موڑ کر منہ آفتابِ تابشِ ہر عصر سے
کام لے کر انتہائے جبر سے
ایک گھاٹی میں بنی ہاشم کے ساتھ
آپ کو محصور رکھا تین سال
ساتھ ہی پہرہ لگا کر چار سُو
یہ منادی بھی کرادی کو بہ کو
" زندگی کی اِک کرن بھی اب وہاں پہنچے نہیں
ہے اجالوں کا پیمبر جس اندھیرے میں مکیں
آگ میں انگارے پھانکے، دھوپ میں آنسو پیئے
خاندانِ مصطفےٰ پتّے، چبائے اور جیئے
چاہے بچے بھوک سے چیخیں کہ روئیں بیبیاں
اِن کو مرنے دو، بھلا کر ان کی ساری نیکیاں "

مسکرا کر ہر اذیت کی قبول
اِس فضائے درد میں میرا رسولؐ
پیٹ سے باندھے ہوئے پتھر رہا
بھوک میں بھی صبر کا پیکر رہا
یہ وہ گھاٹی تھی جہاں
کوئی سایہ تھا نہ کوئی سائباں

آہ وہ شعبِ ابی طالب کی شعلہ کاریاں
آپ کے سارے رفیق و اقرباء تھے بے اماں
اور قدرت لے رہی تھی امتحاں
آہ کیسے کرب تھے، ہر ایک آہِ سرد میں
اِس فضائے درد میں
بھوک، تنہائی، پریشانی مقدّر آپ کا
سنگ تکیہ، دھوپ چادر، خاک بستر آپ کا
اور جب رخصت ہوئے تاریک تنہائی کے دِن
تب بھی یہ وحشی مسلسل ظلم سے نامطمئن
زہر ملنے کی فضا میں اِس طرح بھرنے لگے
قتلِ شاہِ دوسرا کی سازشیں کرنے لگے
اس سے پہلے یہ ڈبو دیں خونِ حق میں، کفر کی تلوار کو
ناگہاں معبود سے
مل گیا پروانۂ ہجرت مرے سرکار کو
ترکِ کعبہ، جانِ کعبہ نے گوارا کر لیا
جس شبِ ہجرت کا غم، قلب و نظر میں بھر لیا
ہاں قسم اس رات کی۔ یہ درندے ہیں وہی
جو شبِ ہجرت میں شب خوں مارنے کو آئے تھے

یہ ہمہ تکفیرِ آذر، نعرۂ تکبیر کو
عظمتِ لات و ہبل پر وارنے کو آئے تھے

یہ سگانِ شب گزیدہ ہیں وہی
جستجو میں احمدِ مختار کی
جن کے سائے ثور تک لہرائے تھے
ہاں یہی ہیں خندق و بدر و احد کے لشکری
ہاں یہی ہیں اژدران و عقربانِ کافری
ہاں یہی وہ خیبری ہیں ہاں یہی وہ عنتری
جن کے نیزے چاہتے تھے دینِ حق کی ابتری
جن کی تلواروں کا مقصد، قتلِ نورِ سروری
جن کے تیروں کا ہدف تھا سینۂ پیغمبری

ہاں یہی ہیں قرض ہے جن پر شہیدوں کا لہو
ہاں یہی وہ شعلہ گر ہیں شر تھا جن کا کو بہ کو
ان کی خواہش ہر ستارہ تیرگی میں جائے ڈوب
ان کی راتوں کی دعا، مہرِ رسالت کا غروب
ہاں یہی ہیں جن کی خواہش تھی کہ ہر بیداد سے
نقشِ اللہ کو غارت کریں الحاد سے

ہاں یہی وہ تیرہ دل ہیں جو سرِ اقصائے بد
لاتؔ و عُزیؔ کی حکومت چاہتے تھے تا ابد
ہاں یہی ہیں جن کے تیروں نے سرِ جنگِ اُحُد
کرکے دندانِ مبارک کو شہید
مانگ لی تھی خود جہنم کی رسید
اِن میں ہی وہ ہندہ ہے
وہ جو حمزہؓ کے کلیجے کو چبا کر شاد تھی
ان صفوں میں وہ ابوسفیان بھی موجود ہے
جس کی ساری زندگی اسلام پر بیداد تھی

آج دنیا اور تھی
اِک اجالا بن چکی تھی رات غارِ ثور کی
نخوتوں کے سارے پربت چور تھے
کل کے جابر آج کے مجبور تھے
کافروں کے درمیان
سارے چہرے ریزہ ریزہ، سارے دل رنجور تھے
سوچ میں تھے ظالمانِ تیرہ خام
کون جانے کیا لیا جائے گا ہم سے انتقام

مجرموں کے ذہن میں
موت کا طوفان تھا
کافروں کے واسطے صحنِ حرم
حشر کا میدان تھا
اِک طرف میزانِ حق اور اک طرف قرآن تھا
ناگہاں طالع ہوا جو نور تھا، ایمان تھا
آپ آئے جیسے صبحِ نور آئے ضَو بہ ضَو
اور فرمایا کہ اے مکّے کے سرداروکہو
کیا تمہارے ساتھ برتاؤ کروں
جن کا لہجہ تھا اجل کے خوف سے زار و نحیف
کپکپائے اور کہا
"اِن جوانوں کے لیے بھائی ہیں آپ
اور بوڑھوں کے بھتیجے ہیں شریف"
یہ سنا، تو اس طرح تنویر جھومی خواجۂ ثقلین کی
یہ سنا تو اس طرح آواز گونجی رحمتِ کونین کی
سارے عالم کے لیے جیسے مبارک باد ہو
"جاؤ اب تم پر ملامت کچھ نہیں
جاؤ تم آزاد ہو"

کس قدر حیران کن ہے یہ سماں
بے قصاص و بے سزائے خونچکاں
ہاں ابوسفیان کو بھی ہے اماں
جو ابوسفیان کے گھر میں اماں لے لے اسے بھی ہے اماں
کیسی رحمت، کیسی جاں بخشی کا یہ اعلان ہے
کل بھی تھی حیران دنیا، آج بھی حیران ہے

منشورِ حیات و دستورِ کائنات

(ایک نظم خطبۂ حجۃ الوداع کی روشنی میں)

سلسلہ رُکنے کو تھا جب بارشِ انوار کا
آخری حج تھا سرِ دنیا مِرے[1] سرکار کا
ڈوبنے والا تھا سورج جب اندھیری رات میں
شام کے چھانے سے پہلے عرصۂ عرفاتؐ میں
اِک ہجومِ بے کراں کے سامنے
اِس زمیں، اِس آسماں کے سامنے
اپنی امت سے کیا سرکارؐ نے جس دم خطاب
گوش بر آواز تھے جن و ملک، حور و بشر، ارض و سما
اور سماعت کے لیے ساکت کھڑا تھا آفتاب
سارے عالم کے لیے دستورِ حق آثار میں
اِس مبارک اور مقدس خطبۂ انوار میں

[1] ضرورتِ شعری

میرے مولاؐ نے کہا
لوگو دورِ جاہلیت کے سبھی دستور، سب رسم و رواج
میرے دونوں پاؤں کے نیچے ہیں آج
میرے آقاؐ نے کہا
دورِ ظلمت میں کیے ہر خون کا
آج سے بدلہ بھی ختم
سب سے پہلے میرے اپنے خانداں کا خوں معاف
چھوڑتا ہوں میں ربیعہ ابن حارث ابن عبدالمطلب کے خوں کا
حقِ انتقام

میرے مولاؐ نے کہا
آج دورِ جہل کے
سود سارے مٹ گئے
سب سے پہلے آج میں جس کو مٹاتا ہوں وہ سُود
میرے اپنے خانداں کا
یعنی عباسؓ ابنِ عبدالمطلب کا سود ہے

میرے آقاؐ نے کہا
عورتوں کے باب میں اللہ سے ڈرتے رہو
عورتوں پر حق تمہارا، عورتوں کو تم پہ حق ہے
(ایک سا)
میرے مولاؐ نے کہا
جو تمہارے ہیں غلام
جو تمہارے ہیں غلام
اِن کے بارے میں کرو انصاف تم
خود جو کھاؤ وہ کھلاؤ تم اِنہیں
خود جو پہنو اِن کو پہناؤ وہی
میرے آقاؐ نے کہا
اور آپس میں تمہاری جاں تمہارا مال اب سے تا قیامت
اُتنا ہی عزت کے قابل ہے (سنو)
جس قدر عزت کے قابل آج کا دن، اِس مقدس ماہ میں ہے
اِس مقدس شہر میں
میرے مولاؐ نے کہا
ایک مسلم دوسرے مسلم کا بھائی ہے یہاں
اِس جہاں کے سب مسلماں بھائی بھائی ہیں (سنو)

میرے آقاؐ نے کہا
وہ کوئی اہلِ عرب ہو، یا کوئی اہلِ عجم
دہر میں اِک دوسرے پر، ان کو کوئی برتری حاصل نہیں
تم سب اِک آدمؑ کے بیٹے ہو اور آدمؑ
خلق مٹی سے ہوا
میرے مولاؐ نے کہا
تم میں چھوڑے جا رہا ہوں ایک شے
اِس کو مضبوطی سے پکڑو گے اگر
تو یہاں گمراہ نہ ہو گے کبھی
وہ خدا کی ہے کتاب

وہ چراغِ نور ساماں، وہ سراجِ لم یزال
وہ سحر سازی میں یکتا، روشنی میں بے مثال
اِس زمیں کی تیرگی کو، آسمانِ نور کی
ساری کرنیں دے چکا جب آفتابِ ذوالجلال
سارے مجمعے سے کیا سرکارؐ نے پھر یہ سوال
"تم سے لوگو، جب خدا پوچھے گا میرے باب میں
تو بتاؤ کیا اُسے دو گے جواب؟"
اہلِ ایماں نے سنا جب یہ سوالِ دلفگار

پا کے فرقت کا اشارہ عاشقانِ بے قرار
تھرتھرائے چیخ اُٹھے، رو پڑے دیوانہ وار
لاکھ آوازیں فضا میں گونج اٹھیں ایک بار
ہم گواہی دے رہے ہیں یا رسولؐ
ہم کہیں گے یا رسولؐ
آپ نے اللہ کے پیغام کو پہنچا دیا
آپ کا جو فرض تھا وہ آپ نے پورا کیا

یہ سُنا تو آسماں کی سمت اِک انگلی اٹھا کر
میرے مولاؐ نے کہا
اے خدا رہیو گواہ
اے خدا رہیو گواہ
اے خدا رہیو گواہ

اِنسانِ کاملؐ

(مولانا سلیمان ندوی کے ایک خطبہ سے متاثر ہو کر)

یتیمی جس نے پائی اُس بلند اقبال کو دیکھو
کِسی کے لال ہو تو آمنہ کے لال کو دیکھو

ابو طالب کے اُس سرمایۂ امید کو دیکھو
جو عابد ہو تو عبداللہ کے خورشید کو دیکھو

جو کم سِن ہو تو اُس کی کم سنی میں فکر کو دیکھو
جواں ہو تو جوانی میں خدا کے ذکر کو دیکھو

جو شیدائے اخوت ہو تو اُس گیرائی کو دیکھو
کسی کے بھائی ہو تو پھر علیؓ کے بھائی کو دیکھو

وفاداری کے اُس آئینِ اعلیٰ پر نظر ڈالو
جو شوہر ہو تو سرتاج خدیجہ پر نظر ڈالو

درود اُس پر سلام اُس پر نگاہِ درد سے بھیجو
کِسی کے باپ ہو تو فاطمہؓ کے باپ کو دیکھو

بلندیٔ بشر کے مدعی اِنسان کو دیکھو
اکیلے ہو تو اس صحرا کے گلہ بان کو دیکھو

تگ و تازِ عمل میں وہ جبینِ بے شکن دیکھو
اگر مزدور ہو تو اس کی محنت کا چلن دیکھو

امان و صلح کی خاطر، شعورِ حق نگاہی ہو
جو ثالث ہو تو اسکی، سنگِ اسود سے گواہی ہو

امیں ہو تو عرب کے اس امانت دار کو دیکھو
جو صادق ہو تو اس مردِ صداقت کار کو دیکھو

جو تاجر ہو تو دیکھو اس سے اندازِ تجارت بھی
شرافت بھی، دیانت بھی، صداقت بھی امانت بھی

مفکّر ہو تو اس کی فکر کے عنوان کو دیکھو
حرا کی خامشی میں آمدِ قرآن کو دیکھو

فرشتوں کے لبوں پر نعرۂ صلِّ علیٰ دیکھو
قدم بوسِ نبوّت ہو گیا کوہِ صفا دیکھو

بتوں کے گھر میں پھر توحید کی آواز کو دیکھو
مبلّغ ہو تو پھر تبلیغ کے انداز کو دیکھو

معلّن ہو تو اس اعلانِ عالمگیر کو دیکھو
مؤذن ہو تو اس کے نعرۂ تکبیر کو دیکھو

محمدؐ کی نگاہوں سے خدائے اسم کو دیکھو
جو عالم ہو تو اس اُمّی میں شہرِ علم کو دیکھو

اگر مظلوم ہو تو اہلِ طائف پر عطا دیکھو
جبیں پر زخم کھا کر بھی لبوں پر وہ دعا دیکھو
جو تنہا ہو تو اس کے عالم تنہائی کو دیکھو
ستم کے خارزاروں میں چمن آرائی کو دیکھو
ستم کی راہ میں اڑتی ہوئی اس گرد کو دیکھو
شعب کی ظلمتوں میں اس اسیرِ درد کو دیکھو
جو زخمی ہو تو اس کی راہ میں کانٹے بچھے دیکھو
جو بھوکے ہو تو اس کے پیٹ پر پتھر بندھے دیکھو
مسلسل راہِ حق میں استقامت دیکھ لو اس کی
سنانوں کی چمک میں بھی شجاعت دیکھ لو اس کی
مسافر ہو تو اس کے جادۂ غربت کو بھی سمجھو
مہاجر ہو تو اس کے مقصدِ ہجرت کو بھی سمجھو
جو مومن ہو تو پھر ایماں کے مقصد پر نظر ڈالو
مؤرخ ہو تو تاریخِ محمدؐ پر نظر ڈالو
جو بینا ہو تو دیکھو راہِ حق میں حشر کیسا ہے
پیمبر امتحاں کی آگ سے کیسے گذرتا ہے

جہاں بانی کا سودا ہے تو نورِ حق شعاری لو
جو درویشی کا دعوےٰ ہے تو درسِ خاکساری لو
مساواتِ بشر کے مدعی ہو تو اُسے دیکھو
غلاموں کے لیے در اسکی رحمت کے کھُلے دیکھو
اگر تم فلسفی بھی ہو تو اُس کا فلسفہ دیکھو
وجودی ہو تو اس کا غیب سے عہدِ وفا دیکھو
اگر تم انقلابی ہو تو دیکھو انقلاب اس کا
کہ اب تاریخِ عالم میں نہیں کوئی جواب اس کا
جو غازی ہو تو ہر غزوے میں اس کے صبر کو دیکھو
نمازی ہو تو ہر سجدے میں اس کے اجر کو دیکھو
جو ناظم ہو تو دیکھو اس کی تنظیمِ عدالت کو
جو حاکم ہو تو دیکھو اس کے اندازِ حکومت کو
جو عاقل ہو تو پھر اس کے کمالِ عقل کو دیکھو
جو عادل ہو تو پھر اس کے نظامِ عدل کو دیکھو
جو عابد ہو تو اُس کی بندگی کے ڈھنگ بھی دیکھو
مجاہد ہو تو پھر اس کے طریقِ جنگ بھی دیکھو
ذرا اس فاتحِ عالم کا اندازِ ظفر دیکھو
وہ سارے دشمنوں پر ایک رحمت کی نظر دیکھو

کمالِ لطف وجاں بخشی بتاتا ہے وہ کیسا ہے
ابوسفیان کو بھی جو اماں دے دے وہ ایسا ہے

زمین وآسماں پر بارشِ آیات ہے اُس کی
اگر قرآن ہے منزل' تو رہبر ذات ہے اس کی

اُسے جس طور سے چاہو اسے جس ڈھنگ میں دیکھو
وہ اِک انسانِ کامل ہے اسے جس رنگ میں دیکھو

تلاشِ حق

میں ابنِ آدمؑ ہوں یا کہ آدمؑ خبر نہیں ہے
کہاں تھا عالمِ حشر و روزِ عالم خبر نہیں ہے
میں کب سے ہوں خاک سے مجسّم خبر نہیں ہے

نہ جانے زندانیٔ شبستانِ جاں ہوں کب سے
نہ جانے زنجیریٔ ہوائے جہاں ہوں کب سے
نہ جانے میں اپنے اِس سفر پر رواں ہوں کب سے

وجود محسوس کر رہا ہوں عدم کہاں ہے
مسافتِ اوّلیں کا دیرینہ حرم کہاں ہے
وہ میرا پہلا سفر، وہ پہلا قدم کہاں ہے

میں اک غبارِ تلاش بن کر بکھر رہا ہوں
میں قرن ہا قرن کی سمتوں سے گزر رہا ہوں
شعور بن کر میں اپنے اندر اُتر رہا ہوں

یہ آب و گِل کا حصار کس جرم کی سزا تھا
میں پھول ہوں تو ریاضِ ہستی میں کب کھِلا تھا
میں سوچتا ہوں، میں اپنے خالق سے کب مِلا تھا

میں اپنے خالق سے کب ملا تھا کہاں ملا تھا
یہ نطقِ معجز نمائے حرف و زباں ملا تھا
مجھے کہاں پہلی بار، اذنِ بیاں ملا تھا

مجھے تو کچھ یاد بھی نہیں ہے، میں کیسے سمجھوں
نہ جانے کب سے مثالِ یک حیرتیٔ افسوں
میں اپنے فردوسِ گم شدہ کی تلاش میں ہوں

غلاف تاریکیوں کے، ادراک پر پڑے ہیں
وہ کوہ در کوہ، دشتِ ظلمت کے سلسلے ہیں
جو میرے ماضی کے اور مرے درمیاں کھڑے ہیں

میں کیسے لوٹوں، کروڑوں صدیوں کا بار اٹھائے
مگر جہاں تک بھی یادداشت اب دیئے جلائے
وہیں کہیں روشنی بھی ہوگی جہاں ہیں سائے

تو ہاں مجھے دھیرے دھیرے کچھ یاد آ رہا ہے
غلاف تاریکیوں کے کوئی اٹھا رہا ہے
کوئی مرے ذہن میں اجالے جگا رہا ہے

خیال کا اک طویل صحرا سمٹ رہا ہے،
اجالا تیزی سے تیرگی پر پلٹ رہا ہے،
کتابِ ہستی کے کوئی اوراق الٹ رہا ہے

میں آئینہ خانۂ خیالات میں کھڑا ہوں
میں جذب و عرفان و وحی و آیات میں کھڑا ہوں
جو خود کو دہرائیں اُن حکایات میں کھڑا ہوں

میں ڈوبتا جا رہا ہوں سیلاب نغمہ زن میں
میں اپنی تاریخ کے صنم خانۂ کہن میں
تلاش ماضی کی کر رہا ہوں کرن کرن میں

میں جس دریچے میں جھانکتا ہوں وہ روشنی ہے
میں جس طرف دیکھتا ہوں، اک رقصِ زندگی ہے
فضاؤں میں نغمہ کار اک سازِ سرمدی ہے

ہر ایک نغمہ بجائے خود ایک داستاں ہے
بجوم اندر بجوم یادوں کا آسماں ہے
زمین، تاریخ کے پروں پر رواں دواں ہے

مگر یہ کیا ہو گیا یہ نغمے بکھر گئے کیوں؟
چراغ جل جل کے طاق نسیاں پہ بجھ چلے کیوں
حجاب، ادراک کے دریچوں پہ گر پڑے کیوں

یہی مقام فراق تھا روشنی کا شاید
یہی تھا آغاز، میری تیرہ شبی کا شاید
سفر ہی مقسوم تھا مری گمرہی کا شاید

میں جس کے بعد ایک عمر تاریکیوں میں بھٹکا
میں روشنی کی تلاش میں ہر افق سے گذرا
مگر ہر اک موڑ پر اندھیرا وہی اندھیرا

میں دجلہ و نیل و بابل و نینوا سے گذرا
کبھی درختوں، کبھی چٹانوں سے میں نے پوچھا
مجھے بتاؤ، اگر تمہیں کچھ پتہ ہو اُس کا

وہی اداسی، وہی خموشی، وہی سیاہی
مری صدا دیر تک فضاؤں میں کپکپائی
پھر ایک نافہم گونج کانوں میں لوٹ آئی

میں خود کو ان پستیوں سے کس زور پر ابھاروں
فضائے ظلمت نژاد کو کس طرح نکھاروں
اگر پکاروں تو اُس کو کس نام سے پکاروں

میں سامیوں میں گیا تو میری نظر نے دیکھا
کہیں وہ ایل اور کہیں آلوہ اور کہیں الالٰہ
سمیریوں میں کہیں وہ ان کل کہیں انوتھا

کہیں وہ شمس اور فقط کہیں نالغار نکلا
وہ کالدیوں کے ذہن کا اک غبار نکلا
وہاں سے بھی میں اسی طرح بے قرار نکلا

یہودیت نے دیا اسے پیکرِ یہوؔدا
کہا یہ قومِ فریدۃ الدہر کا ہے دُولہا
اور اُس کی ہیکل کو معبدوں میں سجا کے رکھا

قدیم یونانیوں نے اُس کو تھیوؔس جانا
تو اہلِ روما نے لکھا ڈیؔ یوس کا فسانا
اسیرِ اصنامِ شب پرستاں رہا زمانہ

" او پانی شد " کے جنم نے اُس کو پکارا برؔہماں
وہ آتما اور کبھی پرم آتما میں خنداں
وہ سوؔریہ ، اندر ، یم ، اگنؔ ، رنگ رنگ رقصاں

کہیں پہ بچھڑا ، کہیں پہ سانپ اور کہیں پہ گائے
ہر اک قبیلہ ، کسی صنم کو خدا بنائے
ہر ایک قربان گاہِ تیرہ لہو نہائے

ہر ایک معبد ، ہر ایک مندر ، مقامِ شیطاں
زمین بارِ گرانِ اشراک سے پریشاں
جدھر گیا میرے خواب تھے تیرگی بداماں

ہر ایک معبد میں دیویوں کی حسین خلوت
ہر ایک مندر پہ پجاریوں کی نظر میں جنت
نفس نفس میں کنواریوں کے لہو کی نکہت

ہر ایک شب کو بنامِ تخلیقِ صبح اسرار
جوان جسموں کی دیوتاؤں کو بھینٹ درکار
بخوابِ عصیاں، نہ جسم زندہ، نہ روح بیدار

جہاں نہ پہونچے چراغِ عشرت کے پیا اُجالے
وہاں فقط "خوف" نے کئی بت تراش ڈالے
کہیں تھے عفریت اور کہیں ناگ ڈسنے والے

اٹھائے پھرتے تھے وہم جب تیرگی کا لاشہ
مجوسیوں نے فضا میں یہ دیکھ کر تماشا
ہر اک ستارے کے نام پر اک صنم تراشا

سزا بھت مل چکی جب انسان کو سفر کی
خدا کی رحمت نے آخرِ کار پھر نظر کی
فضائے ظلمت نصیب کو پھر عطا سحر کی

تجلّیوں کا حصول ہونے لگا فلک سے
طلوعِ بابِ قبول ہونے لگا فلک سے
پیمبروں کا نزول ہونے لگا فلک سے

کتاب اندر کتاب، پیغامِ حق سُنائے
کہیں عصا اور کہیں خود اپنی صلیب اٹھائے
پیمبروں نے نجات کے راستے دِکھائے

گناہ کے رد سکھا گئے آ کے پاک و طاہر
بنا گئے خد و خالِ نوریں ، کئی مصوّر
بشارتِ نور دینے آئے، کئی مُبشّر

زمانہ جس کو بہت دنوں تیرگی میں ترسا
وہ ابرِ حق سے ہر ایک گوشے میں نور برسا
ہر ایک شامِ یقیں گذرنے لگی "سحر سا"

ورودِ انوار ہو رہا تھا نگیں نگیں پر
نقوشِ سجدہ چمک رہے تھے جبیں جبیں پر
خدا کی حجت تمام ہوتی رہی زمیں پر

ہزار توریت اور انجیل نے پکارا
رہے نگارانِ شرک ایجاد' محفل آرا
نہ بن سکی کوئی روشنی، کفر کا سہارا

تو پھر امڈ کر، تجلیوں کے سحاب آئے،
نہ پھر بھی جب راہ پر وہ ظلمت نصاب آئے
بشکلِ طوفانِ نوحؑ پھر وہ عذاب آئے

کہ جن میں غرقاب ہو گئے سب گناہِ آدم
بہ وعدۂ لطفِ بیکرانِ و سکونِ پیہم
خدا کی رحمت نے پھر رکھی اک بنائے عالم

سکون ملتے ہی پھر وہی ظلم لوٹ آیا
چراغِ حق بار بار ظلمت میں جھلملایا
مگر بتدریج پھیلتا ہی گیا وہ سایہ

کہ اس سے پہلے بھی جس نے آنکھوں کا خوں کیا تھا
نچوڑ کر جس نے نور سینوں کا پی لیا تھا
ہر اک ستارے کو زہرِ تیرہ شبی دیا تھا

یقیں کی دنیا میں پھر وہ اوہام لوٹ آئے
جہانِ عصیاں کے تیرہ ایام لوٹ آئے
دِلوں میں موجود سارے اصنام لوٹ آئے

سیاہ راتیں تھیں خیمہ زن، تیرہ دن کڑے تھے
چراغ کعبے کے گل شدہ، طاق میں پڑے تھے
خدا کے گھر میں نشانِ لات و ہبل گڑے تھے

دِلوں میں سوئے ہوئے گناہوں کے بت جگا کر
غبارِ الحاد و شرک، ہر گام پر اٹھا کر
خدا کے ہر برگزیدہ بندے کا خوں بہا کر

خدا سے بھاگے ہوئے سکوں کی تلاش میں تھے
گریز حق سے مگر فسوں کی تلاش میں تھے
کہ جیسے گرگانِ دشت، خوں کی تلاش میں تھے

زمین تاریکیوں کی وحشت میں دِل گرفتہ
پکارتی تھی، کوئی فرشتہ، کوئی فرشتہ
کوئی پیمبر، کوئی صحیفہ، کوئی نوشتہ

زمیں کی فریاد آسمانوں میں کپکپائی
صدائے حق زادگاں ستاروں میں تھرتھرائی
خدا کی رحمت، بڑی محبت سے مسکرائی

الوہیت کی فضا میں چمکا خدا کا وعدہ
ربوبیت نے کیا نئے لطف کا ارادہ
ستارے اڑنے لگے فضاؤں میں پر کشادہ

فرازِ حق سے یلے، نشاط و سرور برسا
سوادِ ثور و حرا پہ بارانِ نور برسا
بصد تبسم، جمالِ ربِ غفور برسا

تجلّیِ لا الٰہ سے سیلِ نور پھوٹا
طلوعِ حق سے طلسمِ لات و منات ٹوٹا
سحر ہوئی تو زمانہ، زندانِ شب سے چھوٹا

رموز و اسرارِ حق کا وہ رازدار سینہ
تمام انوارِ عرش سے ہم کنار سینہ
نزولِ قرآنِ پاک سے شعلہ کار سینہ

بقائے انسانیت کی خاطر، دھڑک رہا تھا
نظر سے آبِ حیاتِ ایماں چھلک رہا تھا
زمانہ، نورِ محمدی سے چمک رہا تھا

مسافرِ تشنہ لب، سرِ آبشار پہونچا
میں بارگاہِ حضورؐ میں بے قرار پہونچا
مثالِ پروانہ، سوئے صد جلوہ زار پہونچا

مری نظر نے، وہ آفتابِ بلند دیکھا
کہ جس کے سائے میں شب کو شعلہ پسند دیکھا
تمام انسانیت کو احسان مند دیکھا

ہجومِ ماہ و نجوم دیکھا کرن کرن میں
سحابِ کوثر بدوش برسا دمن دمن میں
صدائے توحید گونج اُٹھی، چمن چمن میں

میں کملیؐ والے کے سائے میں اب رواں دواں ہوں
یقیں سے شاداب نسل در نسل بے گماں ہوں
مسافرِ حق ہوں، منزلِ حق کا رازداں ہوں

یارانِ نعت

ارمغانِ نعت سے سرشار ہیں یارانِ نعت
نغمہ کوش و نغمہ گر ہیں زمزمہ کارانِ نعت

حضرتِ احسان دانش یا حفیظِ محترم
نعت کی تنویر سے ہیں تابشِ لوح و قلم
انقلاب آمیزِ دل بھی گلفروشِ نعت ہے
سرکشیدہ جوش بھی حلقہ بگوشِ نعت ہے
آبروئے شعر وہ احمد ندیم قاسمی
مدحتِ سرکار ہے جس کا اصولِ لازمی
ہے تخلص جس کا خالد ہاں وہی عبدالعزیز
نعتیہ اشعار جس کے فکر و معنیٰ کی تمیز
وہ مظفر وارثی جس کی ترنم ریزیاں
نعت کی محفل میں بن جاتی ہیں افسوں خیزیاں
وہ حفیظِ نعت پیماں، تائبِ فسق و فجور
کچھ نہیں لکھتا جہاں میں جو بجز نعتِ حضورؐ
چار حافظ نعت میں سرمایۂ پنجاب ہیں
عشق کی تابانیوں سے جو ستارہ تاب ہیں

شیرِ افضلؔ جعفری جو روشنی ہے جھنگ کی
نعت بھی کہتا ہے وہ صوفی تو اپنے ڈھنگ کی
نازشِؔ رضوی ہے مدحت کا اگر حسنِ کلام
نعت میں زندہ رہے گا سیفؔ زلفی کا بھی نام
سیدؔ فیضی، طفیلؔ و عاصیؔ و انورؔ جمال
سب سجائے ہیں بہارِ نعت سے بزمِ خیال
ہاں وہ قیصر بارہوی یا رازؔ کشمیری نہیں
اے ہوائے نعت تیرا کون زنجیری نہیں

کم نگاہی پر بھی ہے تابانیٔ ذوقِ سلیم
ہے جمالِ نعت سے پُر نور اقبالِ عظیم
زندگی بھر بس رسولِ کبریا کی بات کی
مل گئی آخر منورؔ کو تجلی نعت کی
مختصر ہے گفتگو لیکن تجلّی زور کی
نعت کا اجمالِ روشن ہے رباعی شورؔ کی
قلبِ تابشؔ دہلوی نغمہ سرا ہے نعت میں
گل فشان و گل چکاں فکرِ صباؔ ہے نعت میں

جس کے لہجے میں چمک ہے فکر جس کی سرمدی
وقفِ نعتِ مصطفیٰؐ ہے وہ حنیفِ اسعدی

برق رفتاری جسے حاصل ہے ازراہِ قلم
اعتبارِ نعت ہے وہ راغبِ معجز رقم

نام رحمٰنِ کیانی، فکر کی جھنکار کا
کام لیتا ہے قلم سے نعت میں تلوار کا

جس کی گویائی کو حاصل نعت کا اعزاز ہے
شعر کی محفل میں اس کا نام بھی اعجاز ہے

بس کی محفل سازیاں شہرہ ہیں ماہ و سال کا
خدمتِ نعتِ نبیؐ اقبال ہے اقبالؔ کا

شاعرؔ و محشرؔ اگر پرچم کشائے نعت ہیں
محسنؔ و ایمنؔ و شبنمؔ بھی فدائے نعت ہیں

نعت کے اعجاز کا قائل اگر اعجازؔ ہے
عظمتِ مدحِ نبیؐ کا راز بھی ہمراز ہے

وہ سعیدِ وارثیؔ ہو یا وہ شاہدالوریؔ
اخترؔ فیروز تک ہے، ایک سی نغمہ گری

اے خوشا قسمت کہ صہبا بھی پسِ جویانِ نور
ہے شریکِ کاروانِ نعت گویانِ حضورؐ

یہ عبادت بے نیازِ شہرت و تصدیق ہے
لکھ رہا ہے نعت جس کو جس قدر توفیق ہے

آسمانِ نعت پر ہے، ان ستاروں کا ہجوم
جن کو گننے کے لیے درکار ہے عمرِ نجوم

جملہ اصنافِ سخن پر نعت نے پایا ہے فوق
مرثیے کے بعد پہلی بار ابھرا ہے یہ ذوق

بزم آرائی سے بڑھ کر، عالم آرائی بھی ہے
نعت میں اب فکر بھی، دانش بھی گہرائی بھی ہے

اب عقیدہ ہی نہیں ہے بس سر و سامانِ نعت
علم کے خورشید روشن ہیں سرِ ایوانِ نعت

نعتیہ

ملیں گے اہلِ نظر کو اِس میں
ہزار انوارِ حق نوائی
مری بیاضِ سخن ہے صہبا
مدینۂ نعتِ مصطفائی

○

اِک نعت، بس نعت مرے نام کیے جا
اے ابرِ کرم، بارشِ الہام کیے جا

ہر شعر کو جو زندۂ جاوید بنا دے
الفاظ کی وہ روح بھی انعام کیے جا

بے خواب جو رکھتی ہے ہر اک صاحبِ دِل کو
وہ دولتِ بیدار بھی اکرام کیے جا

تا صبح لکھوں جس کی تجلی میں وہ سورج
روشن مرے سینے میں سرِ شام کیے جا

مدحت کا صِلہ مل کے رہے گا تجھے صہبا
سرکار کی توصیف میں بس کام کیے جا

○

وہی قدسیؔ وہی جامیؔ وہی حسانؓ ہو جائے
سلیقہ نعت لکھنے کا جسے امکان ہو جائے

ابھی سرکار کی سیرت سے دل واقف نہیں ورنہ
جہانِ سنگ پیماں، آئینہ سامان ہو جائے

اگر وہ ابرِ رحمت ترک کر دے بارشِ رحمت
زمیں تو پھر زمیں ہے آسماں ویران ہو جائے

فرشتوں کے لیے جس علم کا اِدراک مشکل ہے،
دُعا کرتا ہوں مجھ پر علم وہ آسان ہو جائے

مری دیوانگی اتنی بڑھے عشقِ محمدؐ میں
کہ یہ دیوانگی بڑھ کر مرا دیوان ہو جائے

اگر اسمِ محمدؐ دم بدم تحریر ہو دِل پر
جسے تو دل سمجھتا ہے یہی قرآن ہو جائے

اگر ہم اُسوۂ آلِ نبیؐ اپنائیں تو صہبا
بہت دشوار یہ دنیا بہت آسان ہو جائے

ریاضت پذیرگانِ عشق، جب بھی نعت لکھتے ہیں،
تو پھر اُن کے قلم مصرعے نہیں آیات لکھتے ہیں

مرے آقاؐ یہ آدھی رات کے بے خواب سناٹے
مرے ویرانۂ دل میں ترے نغمات لکھتے ہیں

سرورِ شوق میں یہ راز ہم پر بھی نہیں کھُلتا
کہ ہم لکھتے ہیں اُن کی نعت یا لمحات لکھتے ہیں

ستارے ہی نہیں لکھتے قصیدے ضو بہ ضو ان کے
کہ دِل کی روشنی میں ہم بھی ساری رات لکھتے ہیں

ہمیں اپنی طرف سے کچھ اضافے کی کہاں جرأت
جو وہ ارشاد فرمائیں، وہ ارشادات لکھتے ہیں

بھلا کر بوذرؓ و سلماںؓ کو اپنے نام کے آگے
"غلامِ سرورِ قُسیں" مجھ سے کم اوقات لکھتے ہیں

ملا ہے مدحتِ سرکارؐ سے وہ مرتبہ صہبا
کہ اہلِ فن ہمیں منجملۂ سادات لکھتے ہیں

ہم کو فقط رسولؐ کی مدحت سے کام ہے
توصیفِ پیشگیٔ زمانہ حرام ہے

یہ منکرانِ وحیٔ خدا کو خبر نہیں
سمعِ قبول ہو تو خموشی پیام ہے

قدموں کو جس کے چوم رہے ہیں مہ و نجوم
اب بھی سرِ فلک وہ ستارہ خرام ہے

قدرت نبیؐ کے ذکر سے فارغ نہیں ہنوز
اب بھی حدیثِ کون و مکاں ناتمام ہے

اُس کے ہی چاکِ دل سے ہوئی ہے سحر طلوع
جو ظلمتِ جہاں میں ستارہ نظام ہے

جو بانیٔ نمازِ خدا ہے، اسی کا نام
سرمایۂ رکوع و سجود و قیام ہے

سرکار کا خیال نہ ہو تو مرے لیے
دنیا کسی اداس جزیرے کی شام ہے

دنیا کے فلسفوں پہ نظر ہے مری مگر
صہباؔ مجھے تو فکرِ محمدؐ سے کام ہے

○

تو نے میری سمت جب بھی روشنی پیغام کی
نعت کا مصرعہ بنا دی ہر کرن الہام کی

یہ مہ و خورشید کیا ہیں تیری ضو کے سامنے
تو چمک قرآن کی، تو روشنی اسلام کی

اے شہِ بطحا اُجالا کر کہ میری زندگی
ایک تصویرِ سیہ ہے جنگلوں میں شام کی

میں تری محفل میں مولاؐ نذر کو لاؤں تو کیا
کون سی شے ہے مرے دامن میں تیرے کام کی

اے حرا کے خلوتی، تنہائیوں کے راز دار
میں نے اپنے دِل کی تنہائی بھی تیرے نام کی

کاش فن ہے مرے ہاتھوں میں اے آقاؐ مجھے
نعت کی صورت میں دے خیرات اپنے نام کی

○

کیا بات ترے نُور کی مہرِ مدَنی ہے
چھائی ہے جہاں دھوپ وہیں چھاؤں گھنی ہے

آفاق نہیں صرف ترے نور سے روشن
اِک چادرِ مہتاب زمیں پر بھی تنی ہے

ہوں نعت میں اک جوئے ادب کیش وگرنہ
مشہور جہاں میں مری دریا سخنی ہے

میں وہ ہوں جسے ایک مدینے کے علاوہ
ہر گوشۂ دنیا میں غریب الوطنی ہے

صہبا تجھے سرکار کی مدحت ہو مبارک
کیا غم ہے مخالف جو یہ دنیائے دَنی ہے

○

بنامِ شعر مجھے عالمِ خیال دیا
مرے رسولؐ نے جو کچھ دیا کمال دیا

شعورِ نور دیا میرے دل کو یا سورج
اٹھا کے کاسۂ تیرہ شبی میں ڈال دیا

ہر اک جواب سے پہلے زہے کرم کہ مجھے
جو لفظ تول سکے وہ لبِ سوال دیا

مِلا ہے نعت کا منصب بطورِ خاص مجھے
وہ اور تھے جنہیں چشمِ کرم نے ٹال دیا

مہ و نجوم کے آقاؐ کو ہے خبر اِس کی
کہ کس ستارے کو روکا کِسے اچھال دیا

پھر ایک نعت لکھوا اُن کی یاد میں صہبا
ہوائے درد نے پھر مژدۂ ملال دیا

○

نسب نامہ مرا، آقا کے دربانوں سے ملتا ہے
عجب اک شجرۂ خورشید پروانوں سے ملتا ہے

سکوت، آواز بن جاتا ہے جب انسان کے حق میں
تو اندازِ آسمانوں کا بھی ویرانوں سے ملتا ہے

اُترتی ہے حرا کی تیرگی میں روشنی حق کی
نشاں مہتاب و انجم کا شبستانوں سے ملتا ہے

سرِ الحاد ہوتا ہے طلوعِ شعلۂ برحق
سُراغ اللہ کے گھر کا صنم خانوں سے ملتا ہے

براہیمی فروزاں، ظلمتِ آزر سے ہوتی ہے
ثبوتِ گلشنِ حق، شعلہ سامانوں سے ملتا ہے

جو اوڑھیں دھوپ کی چادر، وہی سایہ بھی دیتے ہیں
سرورِ بادو باراں، سوختہ جانوں سے ملتا ہے

رفو بھی، چاک بھی کرتا ہے، جن کو عشق مولا کا
ہر اک سورج کا رشتہ اُن گریبانوں سے ملتا ہے

بطورِ خاص مانگا ہے سلیقہ نعت کا صہبا
مرا دیوان کب دنیا کے دیوانوں سے ملتا ہے

○

مری چشمِ نم مری عرضِ غم — مرے آنسوؤں کا گواہ توٗ
جو چراغِ دیدہ و دل بھی ہے — وہ چراغِ شامِ سیاہ توٗ

مری صبح، تیرا جمال ہے — مری شام، تیرا خیال ہے
کہیں جلوہ گر پسِ مہر ہے — کہیں ضو فشاں سرِ ماہ توٗ

ترے فقر نے، ترے صبر نے — رُخِ زندگی کو بدل دیا
نہ خروشِ لشکرِ ظلم ہے — نہ جلالِ تاج و سپاہ توٗ

تو بساط ہے، تو بسیط ہے — تو محاط ہے تو محیط ہے
سرِ دل اگر ہے اذانِ حق — سرِ روح حرفِ الٰہ توٗ

ترے آستاں پہ بھی آئے تو — تجھے بے نگاہ نہ پا سکے
جو مسافرانِ خلوص تھے — انہیں مل گیا سرِ راہ توٗ

مرے مہرباں، سرِ آسماں — مری پستیوں کا گزر کہاں
سرِ دشتِ دل، کبھی آ کے مل — کبھی سُن تو حالِ تباہ توٗ

مجھے رہ گزارِ خیال میں — کسی آبجو کی تلاش ہے
دلِ سنگ میں جو اُتر سکے — مجھے بخش دے وہ نگاہ توٗ

○

صدائے حق بلند کی، سرِ بُتانِ آزری
ستیزہ کارِ شب رہی، تری ستارہ لشکری

ضرور کوئی نعت گو، پسِ بہار ہے چھُپا
لکھے ہیں شاخ شاخ پر یہ کس نے حرفِ عنبری

ترے نقوشِ پا سے ہیں مہ و نجوم منور ضو
ترے چراغ کی ہے لَو، متاعِ چرخِ چنبری

نہیں وہ خُلقِ محترم، کسی بھی معجزے سے کم
جہانِ سنگ کو دیا، شعورِ آئینہ گری

تری نظر میں ایک ہیں بلند ہوں کہ پست ہوں
امانِ برگ و خار ہے، تری بہار پروری

اتر گئی ہے روشنی، مرے قلم میں عرش کی
ملی ہے نعت سے مجھے، تجلّیٔ سخنوری

رِدائے پاک گر نہیں تو خاکِ پا سہی حضورؐ
صلہ طلب ہے آپ سے فقیر کی نوا گری

○

نعت کی بزمِ ادب میں، آج صہبا میں بھی ہوں
دست بستہ لفظ بھی ہیں، دست بستہ میں بھی ہوں

نعت کی محفل ہے یاں حد سے تجاوز ہے محال
ورنہ اہلِ ظرف واقف ہیں کہ دریا میں بھی ہوں

میں سمو لایا ہوں شعروں میں بنامِ مصطفیٰؐ
روشنی کا وہ سمندر جس کا پیاسا میں بھی ہوں

کوئی صحرا کی اذاں بھی سُن ہی لیتا ہے ضرور
نعت تو پڑھتا چلوں، گرچہ اکیلا میں بھی ہوں

ایک بے سایہ کا سایہ ساتھ رہتا ہے سدا
ورنہ اپنی ذات کے صحرا میں تنہا میں بھی ہوں

وُہؐ نہ ہوتے تو کہاں ہوتا مرا اپنا وجود
زندگی یوں ہے کہ اُن کا ایک صدقہ میں بھی ہوں

کچھ مدینہ، کچھ نجف، کچھ کربلا کو دیکھ کر
ہاں محمدؐ کے سفر سے کچھ شناسا میں بھی ہوں

مجھ کو بھی بدر و اُحد کے جاں نثاروں میں سمجھ
میں الگ اُن سے نہیں ہوں اُن میں زندہ میں بھی ہوں

وہ مہِ کامل کہ جس کے نور سے ہے کائنات
یہ زمیں کہتی ہے اُس کا ایک ٹکڑا میں بھی ہوں

گونجتے رہتے ہیں قلب و جاں میں اسمائے رسولؐ
صرف قرآں ہی نہیں، مدحِ سراپا میں بھی ہوں

اب کسے پہلے کروں سرکار کی خدمت میں پیش
میں قصیدہ لکھ کے سمجھا، خود قصیدہ میں بھی ہوں

خاک کے ٹوٹے ہوئے دل جوڑنے والا ہے تو
سُن اے شیشوں کے مسیحا، دل شکستہ میں بھی ہوں

جب سخن کی داد ملتی ہے سکوتِ عرش سے
تب مجھے محسوس ہوتا ہے کہ گویا میں بھی ہوں

مثلِ حسّانؓ و فرزدقؔ نعت گوئی کے طفیل
کوثر و تسنیم کا حق دار صہبا میں بھی ہوں

چاندنی کو بس نے جب نعتوں کا یہ تحفہ دیا
چاند نے جھک کر مرے دیوان کو بوسہ دیا

ایک ہیں درویش و سلطاں اُس کی نظروں میں مگر
اس نے حسبِ ظرف جو چاہا جسے چاہا دیا

آج بھی منبر ہے اس کا آسماں کے دوش پر
ہر سحر، سورج نے اُس کے نام کا خطبہ دیا

میرے آقاؐ اب اسے شانِ پذیرائی بھی دے
تُو نے ہی دیوان کی صورت مجھے "اقرا" دیا

علم کیسا، آگہی کیسی، خبر کیا ہے مگر
اُس کی رحمت نے قلم سے جو مجھے سکھلا دیا

بس اُسی قطرے سے صہبا کتنے دریا لکھ چکا
اُس نے دریا سے اٹھا کر جو مجھے قطرہ دیا

سوچ کی پھیلی ہوئی چادر سے کرنوں کو چُنا
میں نے دیکھا، میں نے سوچا اور میں نے ہی سُنا

رات بے اسمِ محمدؐ جاگنے والی نہ تھی
نعت جب میں نے لکھی تو خامشی نے سر دُھنا

میں نے اُس قصّے کو جس میں بجلیوں کی گرج تھی
کان جب پتھرا گئے تو صرف آنکھوں سے سُنا

اُس کا رشتہ بھی شہِ معراج کے قدموں سے ہے
وہ سنہرا خواب جس کو میری پلکوں نے بُنا

چاندنی کے غار میں راتیں گزاریں اور پھر
لکھ دیا میں نے زمیں پر جو ستاروں سے سُنا

کیا محمدؐ مصطفےٰؐ کی ہو عقیدت کا بیاں
عمر لمحوں میں گزاری، عشق صدیوں سے سنا

ہاں مبارک ہو کہ صہبا ان کی بزمِ نور نے
نعت گوئی کے لیے اس دور میں تجھ کو چُنا

○

جنگل جنگل ہُو بولے
میرے اندر تُو بولے

بھرے صحرا سُلگنے لگے
گُونگے کاخ و کُو بولے

صبحوں کو چہکار ملی
راتوں کے گیسُو بولے

تیری سمندر رحمت سے
دریا رُو در رُو بولے

جب بھی آئے ماہِ ربیع
موسم کی خوشبُو بولے

برحق برحق برحق تُو
صدیوں کا جادُو بولے

محفل نعت کی جھُوم اٹھے
جب بھی صہبا تُو بولے

○

مجھے گمنام مت رکھو، مجھے بامِ نمائش دو
مَیں اس کے گیت لایا ہوں، مجھے میری ستائش دو

مَیں خشک و تر سے اُبھرا ہوں تو ابر و باد کی موجو
مرے دریا کو پانی دو، مرے صحرا کو بارش دو

فرشتو خواہش پروانۂ جنت نہیں لیکن
مجھے اس کا کرم لا دو، مجھے اس کی نوازش دو

ستارو جن سے میری نعت بھی پُر نور ہو جائے
مجھے فرہنگِ مہر و ماہ کے وہ حرفِ تابش دو

میں خیمہ زن اندھیروں کی فضا میں رہ نہیں سکتا
میں شعلہ فکر ہوں، مجھ کو سوادِ برق و آتش دو

○

ہے سلسلۂ نُورِ ازل سینہ بہ سینہ
انوارِ مدینہ ہیں، مدینہ بہ مدینہ

ہر نعت میں اِک فکرِ مُرصّع کی بدَولت
الفاظ سجائے ہیں نگینہ بہ نگینہ

غرقابیٔ مدحت، مری خواہش ہے اگرچہ
مدحت کا سمندر ہے سفینہ بہ سفینہ

کر اُن کے غلاموں کے غلاموں کی غلامی
چل اُن کی بلندی کی طرف زینہ بہ زینہ

میں فقر کی دولت کا طلبگار ہوں اُن سے
جن کا درِ دولت ہے خزینہ بہ خزینہ

وہ گنجِ شہادت کہ مُیسّر نہیں صہبا
ہے بدر کے میدان میں دفینہ بہ دفینہ

○

کی ہیں مہ و نجوم سے باتیں چمن چمن
اُترا ہے مجھ پہ نعت کا دیواں کرن کرن

ابرِ بہار خود بھی رہا ہے گہر فشاں
دامن دراز میں بھی رہا ہوں دَمَن دَمَن

تفسیرِ برگ و گل ہے مرے حرف حرف میں
دیباچۂ بہار ہے میرا سُخن سُخن

آسان کر چکا ہے سفر، رہنما مرا
ہموار ہو چکی ہے زمیں کی شِکن شِکن

ہر دَم ہیں تازہ دم ہوں پئے نعتِ مصطفیٰؐ
اس راستے میں بھول گیا ہوں تھکن تھکن

رشتہ ہے میری روح کا خاکِ حجاز سے
کہتی ہے مجھ سے یادِ مدینہ وَطن وَطن

ہوتی ہے مجھ پہ بارشِ الہام دمبدم
چلتی ہیں جب بھی تیز ہوائیں سَنن سَنن

جب بھی فضائے نعت میں ہوتا ہوں نغمہ ریز
بجتے ہیں دل کے تار بھی صہبا چھنن چھنن

○

مجھے ملا تھا سرِ شام اِک ستارہ فروش
بنامِ نعت مجھے دے گیا پیامِ سروش

وہ سن سکے گا اسے جو سمیعِ کامل ہو
اذانِ دشتِ سخن ہے مری نوائے خموش

مجھے یقین تجلّی تھا سو ہنر میرا
چراغ لے کے چلا آندھیوں کے دوش بدوش

سپردِ طاقِ خزاں اس لیے ہے ہر ساغر
کہ خود ہی آکے کہے، ساقیٔ بہار، بنوش

چراغ کیوں نہ جلیں اُس کے نام سے دل میں
مرا رسولؐ ہے خورشید ساز و انجم کوش

ملا ہے عشقِ محمدؐ سے دجلۂ جاں کو
یہ مدّ و جزر، یہ سوز و الم، یہ جوش و خروش

کسی کا دہر میں احساں نہیں لیا صہبا
ہم آئے، آئینہ خانے میں آئینہ بردوش

کبھی شق القمر کا معجزہ سب کو دکھائے وہؐ
کبھی الٹے قدم سورج کو مغرب سے بلائے وہؐ

جو گونگوں کو زباں بخشیں وہ ایسے لفظ بھی بولے
جو اندھوں کو نظر آئیں وہ شمعیں بھی جلائے وہؐ

یتیموں، بے نواؤں کو سہارا مل گیا آخر
زمانہ جن کو ٹھکرائے انہیں دل سے لگائے وہؐ

اسی طائف پہ، اپنی رحمتوں کے پھول برسائے
جہاں باران سنگِ دشمناں سے زخم کھائے وہؐ

ابوسفیان بھی مانگے اماں تو جوشِ رحمت سے
خود اپنی بے امانی کا زمانہ بھول جائے وہؐ

وہ ایسا انقلابی ہے، جہانِ آدمیت کا
کہ خوفِ قیصر و کسریٰ غلاموں کو بنائے وہؐ

جہانِ برق و ابر و باد دیکھے چشمِ حیرت سے
نشیمن بجلیوں کے خار و خس سے جب بنائے وہؐ

دعا فرمائیں ابنِ ثابتؓ و ابنِ رواحہؓ بھی
کہ اُن کی روشنی دے کر مجھے صہبا بنائے وہؐ

○

ہوائے نعت کا اک عمر سے میں بھی ہوں زنجیری
دلِ حسانؓ دے مولا مجھے یا فکرِ بوصیری
ستارے بھی ترے نقشِ قدم کے نور سے روشن
ترے فتراکِ عالم تاب کا سورج بھی نخچیری
حقیقت آشنائے خواب ہستی، یہ بتا کب تک
یہ آنکھیں خواب دیکھیں اور نہ دیکھیں خواب تعبیری
اُنہیں رنگِ حقیقت سے شناسا کر دیا تو نے
کتابِ زندگی کے جو ورق تھے صرف تصویری
حضوری مل گئی تو آنسوؤں سے گفتگو ہو گی
عریضے تو فقط دوری نے لکھوائے ہیں تحریری
مدینہ علم کا جس نے کہا ہے اپنی ہستی کو
بڑھائی ہے اُسی اُمّی لقب نے علم توقیری
مجھے مسندِ نشینِ نعت فرما دے مرے آقاؐ
کہ تو نے بے نواؤں کو بھی بخشی ہے جہانگیری

○

مہ و نجوم سرِ شام درد جس کے گواہ
وہ شعلہ کار و تجلی گرو ستارہ نگاہ

اُسی پہ بارشِ آیاتِ نور ساماں تھی
وہ جس کے دوش کی زینت تھی اک ردائے سیاہ

بساطِ خاک پہ گوشہ نشینِ خاک رہا
امیرِ مسندِ لولاک و آسمان پناہ

جوارِ صرصر و صحرا میں وہ سحابِ کرم
ہجومِ تشنہ لباں میں مثالِ چشمۂ راہ

دیارِ سنگ و حجر میں وہ آبگینہ مزاج
کہ جس کی ضربِ کلیمی صدائے الا اللہ

دلوں کو فتح کیا اسکی حق نگاہی نے
کہاں کے افسر و لشکر کہاں کی فوج و سپاہ

اُسی رسول کا اعجاز، رحمتوں کا نزول
اُسی رسول کی آواز فی امان اللہ

میں اپنی روح میں پہلے انہیں تصویر کرتا ہوں
پھر اس کے بعد، اُن کے نام کو تحریر کرتا ہوں

ہوائے عشقِ احمدؐ سے مرا دامن ہے وابستہ
اُسی کی قید میں ہوں میں جسے زنجیر کرتا ہوں

میں اپنے خواب لکھتا ہوں کسی سے کچھ نہیں کہتا
کہ میں ان کو کہاں اور کس طرح تعبیر کرتا ہوں

رجز خوانِ صداقت میں بھی ہوں آفاق میں لیکن
وہ نعرہ دل میں رہتا ہے جسے تکبیر کرتا ہوں

بہت شکوہ تھا میرے دیدہ و دل کو غریبی کا
سپردِ دیدہ و دل نعت کی جاگیر کرتا ہوں

مجھے یہ اختیار اُن کی طرف سے مل گیا صہبا
کہ اُن کی مدح کو اپنے لئے تقدیر کرتا ہوں

○

شاہوں کے سامنے بھی ہیں سرکش ترے فقیر
صیقل ہے تیرے نام سے آئینۂ ضمیر

سب حاشیہ نشیں ہیں ترے صدرِ کائنات
مہتاب ہے شکار تو سورج ترا اسیر

تیری قبائے ذات سے روشن ہے آسماں
اے عالمِ صفات کے عکسِ متنیر

غارِ حرا کے مہرِ درخشاں کوئی کرن
مدّت سے ایک غارِ شبی میں ہوں گوشہ گیر

اب بھی ہر اک اذاں میں تری باز گشت ہے
اب بھی ہر اک سحر ہے ترے نام کی سفیر

صہبا ہے ان کے نقشِ قدم کی تلاش میں
جو کاروانِ نعت سرائی کے ہیں امیر

جِس کی چمک سے ضو بہ ضو، گنبدِ نیلتاب ہے
ذرّہ دشتِ مصطفےٰ وہ مہِ نیم خواب ہے

جس کے طلوع کے لیے کوئی غروب ہی نہ تھا
بزمِ مہ و نجوم میں وہ مِرا اِنتخاب ہے

پھر یہ تمام زِندگی ہے وہ سوال یا نبیؐ
عقل بھی، جس کے آگے چپ، عشق بھی لاجواب ہے

رحمتِؐ بزمِ دو جہاں، دیدہ و دِل کے درمیاں
پھر وہی مد و جزر ہے پھر وہی اضطراب ہے

صبحِ ازل کی روشنی تیرے ظہور کی قسم
پھر ترے اِنتظار میں، شامِ ہزار خواب ہے

سنیں گے حرفِ دل وہی کہ جن کی دسترس میں ہوں
گزارشاتِ بے صدا لیے نفس نفس میں ہوں
سُن اے حصارِ رنگ و بو بنامِ عشقِ مصطفےٰ
نہ میں ترے قفس میں تھا نہ میں ترے قفس میں ہوں

مرے لبوں کی ہر دعا دعائے مستجاب ہے
مری فغاں کو علم ہے نگاہِ داد رس میں ہوں

مرا رباب یثربی مرا کلام سرمدی
حجازِ حمد و نعت کی صدائے ہر جرس میں ہوں

جلا ہے جب سے روح میں چراغ مدحتِ نبیؐ
نہ ظلمتوں کا خوف ہے نہ آندھیوں کے بس میں ہوں

حضورؐ میرا قدرداں کوئی نہیں سرِ جہاں
صبا کی طرح گل فشاں ہجومِ خار و خس میں ہوں

○

کیا تاج و کلاہ و طبل و علم
سب زیرِ نگیں، سب زیرِ قدم

تو جلوہ فروزِ دشت و دمن
تو نورِ چراغِ طاقِ حرم

تُو وجہِ سکونِ کون و مکاں
تُو خیرِ جہاں و خیرِ اُمم

اُمّیؐ ہے مگر قرآں گواہ
تجھ سے ہے وقارِ لوح و قلم

تو دیدہ و دِل کی دولت ہے
اے شبنمِ درد و شعلۂ غم

جو کچھ بھی ملا، تجھ سے ہی ملا
اے موجِ سخا، اے بحرِ کرم

صہبا کو تری مدحت نے کیا
مہتابِ سخن، خورشید رقم

○

پسِ ازل تھا، ہویدا نہیں کیا جس کو
وہ ایک راز کہ افشا نہیں کیا جس کو

مرے خدا نے اسے جزوِ کن فکاں نہ کیا
رسولِ حق نے ارادہ، نہیں کیا جس کو

سرِ مدینہ کوئی رہ گزارِ خاک نہیں
دلِ بہار نے سجدہ نہیں کیا جس کو

عجب وہ رہروِ حق تھا، حرا سے نُور تلک
رضائے دوست نے تنہا، نہیں کیا جس کو

مرے رسول نے وہ حرفِ آرزو بھی سُنا
محبتوں نے تقاضہ نہیں کیا جس کو

وہ موج موج سمندر ہے نعتِ سرور کا
کسی قلم نے کنارا نہیں کیا جس کو

چلا بھی آ سرِ مژگانِ آرزو آقا
وہ خواب ہے کہ نظارہ نہیں کیا جس کو

زمیں پہ چاند وہ روشن نہیں ہوا صہبا
مرے نبیؐ نے اشارہ نہیں کیا جس کو

○

روشنی کو اسیر فرمایا
وہ سرِ خاک آسماں لایا

ایک سیارۂ سیہ تھی زمیں
جس میں اُس نے طلوع فرمایا

اُس نے صدیوں کی تیرہ راتوں کو
روشنی کا لباس پہنایا

بھول کر صرصر و صبا کا مزاج
اُس نے دشت و دمن کو مہکایا

چشمِ قرآں میں نذیرؐ و بشیرؐ
تو صحیفوں میں ہے وہ حمطایاؐ

جس کا سایہ نہ تھا سرِ دنیا
ساری دنیا ہے اس کی ہمسایہ

مجھ کو آواز دے رہے ہیں حضورؐ
آیا سرکار، میں ابھی آیا

○

اندھیرے حرفِ باطل تھے، جہاں کل رات کو میں تھا
محمدؐ شمعِ محفل تھے جہاں کل رات کو میں تھا

خزانے بٹ رہے تھے نور کے دربارِ عالی میں
مہ و خورشید سائل تھے، جہاں کل رات کو میں تھا

زمین و آسمان و ثابت و سیارۂ و انجم
سبھی گردش سے غافل تھے جہاں کل رات کو میں تھا

اجالے آبِ حیواں کے شبِ عیسیٰ نفس میں تھے
نہ خنجر تھے نہ قاتل تھے، جہاں کل رات کو میں تھا

خطا پوشی و جاں بخشی، صلائے عام ٹھہری تھی
نہ منصف تھے نہ عادل تھے جہاں کل رات کو میں تھا

وہ نظارے جو خود تصویرِ قدرت کی نظر میں ہیں
نظر والوں میں شامل تھے، جہاں کل رات کو میں تھا

رسول و انبیاء، جن و بشر، حور و ملائک کیا
سبھی کو بار حاصل تھے جہاں کل رات کو میں تھا

مکمل ہو رہے تھے خود قصیدے سروَرِ دیں کے
ادھورے حرف کامل تھے، جہاں کل رات کو میں تھا

ظہوری، جامی و قدسی، قاآنی، سعدی و رومی
مری نعتوں کے قائل تھے، جہاں کل رات کو میں تھا

فسونِ خواب پرور۔۔ بس دلِ بیدار کو صبیا
مسلسل خواب حاصل تھے۔ جہاں کل رات کو میں تھا

○

ہے مرے دیدۂ ہمت میں اجالا تیرا
مجھ کو جھکنے نہیں دیتا قدِ بالا تیرا

ہر ستارے نے ترا نام خلاؤں میں لکھا
ہر سمندر نے یہاں نور اچھالا تیرا

ایک اعزاز ہے میرا سرِ اقصائے جہاں
میری تاریخ میں موجود حوالہ تیرا

خطبۂ ثابت و سیّار ترا ذکرِ جمیل
رتبۂ نوعِ بشر، رُتبۂ اعلیٰ تیرا

رباعی

سرمایۂ آفاقِ معُلّیٰ توُ ہے
تقدیسِ حرم، عظمتِ کعبہ توُ ہے
اے باعثِ آرام و امانِ عالم
مُزّمِّلؔ و مُدّثِّرؔ و طٰہٰؔ توُ ہے

○

وسعتِ شرق و غرب میں لاکھ سفر سحر کا ہے
شام کو اس کی ہے خبر قصد ترے ہی در کا ہے

میرے نفس نفس میں ہیں موسمِ گل کی آہٹیں
پھر بھی نظر کو انتظار قاصدِ خوش خبر کا ہے

مہر بلند آستاں، ماہ و نجوم و کہکشاں
جو بھی چراغ ہے حضورؐ آپ کی رہگذر کا ہے

جواب

اِس میں کیا باعثِ تعجب ہے
میری نعتیں جو جگمگائی ہیں
ہر شبِ فکر ہے گواہ اسکی
میں نے آنکھیں بہت جلائی ہیں

سلیقہ عام کیا تو نے دِلنوازی کا
کہ ہر خزاں کو دیا درس گل طرازی کا

اذان جس کی سرِ عرش گونجتی ہے ہنوز
یہ کل زمین مصلّیٰ ہے اُس نمازی کا

کائنات کا آہنگِ زندگی مولا
ترانہ گر ہے ترے نغمۂ حجازی کا

ترے طلوع سے پہلے یہ علم کس کو تھا
اندھیرے کام کریں گے چراغ سازی کا

براہِ راست ہے مجھ پر یہ بارشِ الہام
کرم نہیں ہے کسی مکتبِ مجازی کا

وہ اُن کے عشق میں چلنے کا شوق ہے صہبا
کہ عذر چاہیئے کوئی سفر درازی کا

ہے نزولِ نعت کا ساماں سرِ شامِ فراغ
ایک گوشہ، ایک کاغذ، اِک قلم اور اِک چراغ

جو کبھی ریگِ تپاں ہے اور کبھی ابرِ رواں
گفتگو کرتی ہے مجھ سے وہ ہوائے دشت و راغ

نعت آمادہ سخن کی تیز کر دیتے ہیں لَو
کچھ مری آنکھوں کے آنسو، کچھ مرے سینے کے داغ

دیس پاکستان لیکن دل حجازی ہے مرا
چودہ صدیوں میں چھپے ہیں میرے باطن کے سراغ

نعت لکھواتا ہے جس دم عالمِ کیف و سرور
روشنی پیتا ہے صہبا، بے سبو و بے ایاغ

جان بھی جائے، تو کردار نہ جانے پائے
ہاتھ سے دامنِ سرکار، نہ جانے پائے

تیرہ بختوں پہ کرم ان کی ہے عادت جیسے
چاند سے بارشِ انوار نہ جانے پائے

کلمہ گویانِ محمدؐ کے لبوں سے یارب
تا ابد جرأتِ اظہار نہ جانے پائے

جس طرح ہاتھ پہ قرآں ہے سرِ رزمِ حیات
ہاں یونہی ہاتھ سے تلوار نہ جانے پائے

اُس کو اللہ کے اکرام سے محروم سمجھ
جس ابوجہل کا انکار نہ جانے پائے

میرے مولا مجھے بے خوابیٔ ہر شب ہے قبول
دِل سے یہ دولتِ بیدار نہ جانے پائے

خشک سالی میں مری عمر گزر جائے مگر
ذہن سے بارشِ افکار نہ جانے پائے

عمر بھر ان کے خیالوں سے رہوں محوِ سخن
عمر بھر موسمِ گفتار نہ جانے پائے

سرفرد شانِ محمدؐ کو ملی ہے صہب
سرکشی وہ جو سرِ دار نہ جانے پائے

○

دوریاں صدیوں کی پھر بھی تجھ سے قربت مستقل
تُو مرا سازِ نفس ہے تو مرا آہنگِ دِل

خلقتِ آدمؑ سے پہلے جس طرح تھا صرفِ کار
آج بھی ہے نُور تیرا درمیانِ آب و گِل

میں سگِ دنیا ہوں مولا میں ترے قابل کہاں
میرے دن شرمندہ تجھ سے میری راتیں منفعل

جل رہی ہیں حسرتِ دیدار میں آنکھیں مری
تُو نگاہوں کو نہیں ملتا تو پھر خوابوں کو مِل

میں بھی صہبا اپنے دل کا مدعا سمجھا نہیں،
کس ابد کا منتظر ہے، یہ ازل کا مضمحل

تمہیں مبارک کہ کعبۂ تم نے   صلے میں پائی ردائے خواجہؒ
وگرنہ تھی آسماں کو حسرت   کہ اُس کو ملتی قبائے خواجہؒ
میں اپنے دل میں اُسے بسالوں   میں اپنے سر پر اُسے سجالوں
اگر کسی نعت کے صلے میں: مجھے ملے خاکِ پائے خواجہؒ
نہ مات کھائے گی ظلمتوں سے   سجی رہے گی تجلّیوں سے
زمین کرتی رہے گی جب تک   طوافِ انجم سرائے خواجہؒ
نظر نظر میں ہے نور جوئی   مری عبادت ہے نعت گوئی
نہیں میں غالب کہ چھوڑ بیٹھوں   بنامِ یزداں ثنائے خواجہؒ
کسی کے آگے دراز کیوں ہو   ہمارا دستِ سوال صہبا
کہ خواجۂ بندگانِ سرکش   کوئی نہیں ماسوائے خواجہؒ

○

کہاں یہ لفظ کہاں نورِ وحیِ ربّانی
ہے میری نعت فقط ایک سعیِ امکانی

ترے گداؤں کی ٹھوکر میں ہیں مرے آقاؐ
ہزار افسر و اورنگ و تاجِ سلطانی

ترا ہی نام دعائے خلیل کی خوشبو
ترے ہی نور سے پُر نور ماہِ کنعانی

تمام عالمِ انساں کو کر گئی روشن
تری ردائے سیہ کی ستارہ ارزانی

ترے وجودِ درخشاں نے اپنے جلووں سے
نگاہِ سنگ کو بخشی ہے آئینہ خوانی

جو تجھ کو دیکھ گئے کر گئے تلاوتِ نور
کہ خدّ و خال بھی تیرے نقوشِ قرآنی

کبھی شہیدیؔ و حالیؔ و محسنؔ و اقبالؔ
کبھی میں نعت میں کعبیؔ، رواحیؔ، حسانیؔ

جب اضطرابِ سخن ہو تو نعت میں صہباؔ
سمندروں کی اترتی ہے مجھ پہ طغیانی

○

یہ عشقِ مُصطفیٰؐ ہے میں نہیں ہوں
جو مجھ میں بولتا ہے میں نہیں ہوں

مرے دِل میں حرا کی روشنی ہے
جہاں غارِ حرا ہے میں نہیں ہوں

میں اُن کی قدر کیا جانوں کہ اُن سے
خدا ہی آشنا ہے میں نہیں ہوں

سدا جاروب کش اُن کے چمن کی
مجھے غم ہے صبا ہے میں نہیں ہوں

دُعا کہتی ہے مجھ سے اُن کے در تک
اگر تو نارسا ہے، میں نہیں ہوں

مجھے بیعت ہے اُن کے دستِ حق سے
یہ دنیا بے وفا ہے میں نہیں ہوں

میں اُن کے عہد میں زندہ ہوں صہبا
یہاں جو جی رہا ہے میں نہیں ہوں

○

گُل بہ گُل، غنچہ بہ غنچہ، لفظ بکھرے ہیں کئی
ہے لبِ بادِ صبا پر، نعت میری اَن کہی
اُس مرے بے داغ سے اِس چاند کو نسبت کہاں
اُس قدِ بالا سے کم ہے، قامتِ سروِ سہی
جب بھی تیرا نام لیتا ہوں سرِ شامِ سخن
رقص کرتے ہیں مرے دل میں اُجالے چمپئی
یہ ترا اجرِ رسالت ہے کہ اے انجم قدم
ثابت و سیّار ٹھہرے تیرے در کے مجُرئی
آسماں بھی ہے قصیدہ گو مرے سرکار کا
آسماں کو بھی ملی ہے ایک چادر سُرمئی
وہ ہے آفاقِ نبوّت کا طلوعِ بے غروب
وہ ازل کا مبتدی ہے وہ اَبد کا منتہی؛
سب قبیلوں کا ادَب، عالی نسَب، والا حسَب
وہ قریشی، ہاشمی، یثربی، تہامی، ابطحی

زہے قسمت، خوشا عظمت، شہِ لولاک عرشِ پاک سے لیکر جمالِ کبریا آئے
محمدؐ مصطفیٰ، صلِ علیٰ، صدرُالعلیٰ، نورُالہدیٰ، شمس الضحیٰ، بدرُالدجیٰ آئے

سمائے نور ساماں سے، فضائے ضو بداماں سے، محبت کے اجالے دمبدم برسے
سرِ دشت و دمن، ہر سو چمن اندر چمن، برگ و ثمن جھومے کہ حق کے دلربا آئے

سرِ انفاسِ طوبیٰ کی مہک رقصاں، پسِ چشمِ کرم صد چشمۂ لطف و کرم خنداں
سرِ لب تشنگانِ غم، قسیمِ کوثر و تسنیم بن کر ساقیٔ ہر دو سراؐ آئے

سرِ لات و ہبل خم ہے، طلسمِ کفر برہم ہے، اندھیروں میں طلوعِ حق کا عالم ہے
ہمہ عابد، خدا کے نور کے ساجد، بنامِ احمدؐ و حامدؐ عبادت آشنا آئے

زوالِ آدمیت کو کمالِ آدمیت سے، بدل ڈالا نگاہِ لطف ساماں سے
زمیں کو رفعتِ عرشِ بریں سے آشنا کرنے شبِ معراج کے جلوہ نما آئے

جہانِ علم رخشاں ہے، فروغِ فکر نازاں ہے، ہر اک ذرہ جوابِ مہرِ تاباں ہے
امینِ عظمتِ لوح و قلم، فخرِ عربؐ، نازِ عجمؐ، خیرالاممؐ، خیرالوریٰ آئے

گذشتہ بھی نظر میں، ناگذشتہ بھی نظر میں ہے
زمانے کی ہر اک ساعت ترے علم و خبر میں ہے

رہے گا کاروانِ ماہ و انجم تا ابد روشن
کہ اس کا جو قدم بھی ہے وہ تیری رہگذر میں ہے

اسے قسمت بنا دے گی ستارہ میری قسمت کا
یہ آنسو جو ابھی لرزیدہ میری چشمِ تر میں ہے

ابھی منزل نہیں آئی ترے مقصودِ اعلیٰ کی
ابھی دورِ مسافت ہے، ابھی دنیا سفر میں ہے

یہ آب و گِل کی دُنیا سرکشی میں بھول بیٹھی ہے
کہ اِس کی جو بھی قسمت ہے، وہ دستِ کوزہ گر میں ہے

مجھے پھر حکم بھیجا ہے کسی نے نعت گوئی کا
کہ پھر الہام کی خوشبو ہوائے خوش خبر میں ہے

اُٹھو نوعِ بشر کو چل کے یہ پیغام دو صبا
کہ عظمت ہر بشر کی بیعتِ خیر البشرؐ میں ہے

○

ہاں یہ صدیاں نہیں نشانِ رسولؐ
لاحد و لازماں ، زمانِ رسولؐ

نعت کی نغمگی سے دلِ میرا
ہے حُدی خوانِ کاروانِ رسولؐ

میری منزل ہے کعبۂ برحق
میرا رہبر ہے آستانِ رسولؐ

اے ستارو ، بلند و برتر ہے
آسمانوں سے آسمانِ رسولؐ

جانتا ہے سفینۂ ہستی ،
ابرِ رحمت ہے بادبانِ رسولؐ

شبِ معراج کی گواہی میں
ہر ستارہ ہے اِک نشانِ رسولؐ

ہم ہیں اس بزمِ شوق میں کہ جہاں
دیدہ و دل ، ہیں شادمانِ رسولؐ

مجھ کو منظور ہی نہیں صہبا
وہ جہاں جو نہیں جہانِ رسولؐ

○

اے نیرِ تابانِ شبِ غارِ حرائی
کرتے ہیں مہ و مہر ترے در کی گدائی
تو روشنیٔ و تابش و تابانیٔ و طلعت
تو خاکی و آفاقی و نوری و سمائی
تو شاہد و مشہود کا دیباچۂ اوّل
تو مقصد و مقصود کا مینارۂ عنائی
ہے روشنیٔ عرش سرِ فرش تجھی سے
اس خاک کی عظمت ہے تری مہر نمائی
اے صاحبِ معراج ترے نقشِ قدم سے
انسان پہ آسان ہوئی ماہ رسائی
ہر ساز، غزل ساز ہوا عشقِ نبیؐ میں
وہ دُھن ہے مدینے کی مرے دل میں سمائی
مل جائے اگر اذنِ حضوری کبھی صہبا
دربارِ نبوت میں کروں نعت سرائی

خدایا وہ سحابِ نور میری روح پر برسا
کہ میری نعت کا ہو عالمِ افلاک میں چرچا

ستارے جس طرح آفاق کی وسعت میں پھیلے ہیں
کشادہ کر خیالوں کو مرے احساس کو پھیلا

اُتر آتا ہے سناٹا مرے احساس میں جس دم
حرا کے خلوتی کا نام لیتا ہے دلِ تنہا

تلاشِ علم ہے مجھ کو مدینہ علم کا تُو ہے
حکیمِ زندگی مجھ کو رموزِ زندگی سمجھا

نہ جانے کس لئے محسوس ہوتا ہے مجھے یہ دل
کبھی شعلہ، کبھی شبنم، کبھی صحرا، کبھی دریا

(ق)

وہ جن کے نور سے آفاق میں ہے نور سامانی
جنہیں قرآن کہتا ہے، کبھی یاسینؐ کبھی طٰہٰؐ

مجھے مل جائیں وہ صہبا اگر ویرانۂ دل میں
تو بس اُن سے کہوں آقاؐ مرے آقاؐ مرے آقاؐ

پھر اس کے بعد سارے لفظ خاموشی میں ڈھل جائیں
پھر اس کے بعد جو آنسو کہیں سُن لیں شہِ بطحا

میرا سخن ہے میری تلاشِ ہنر سے کم
نغمے میں نغمگی ہے دلِ نغمہ گر سے کم

ہر آن روشنی کا سفر ہے جہاز میں
ہر سانس کا سفر ہے یہاں عمر بھر سے کم

درویش کو قبول نہیں تیرے ذکر میں
قیمت میں جو بھی حرف ہو لعل و گہر سے کم

شامِ سیاہ کفر ہے اس امر کی گواہ
سورج میں روشنی ہے مگر اُس نظر سے کم

میری بیاضِ نعت نہیں ہے کسی طرح
از راہِ رنگ و نور، بیاضِ سحر سے کم

نورِ خدا کا عکس، رخِ مصطفےٰ میں ہے
روشن یہ آئینہ نہیں آئینہ گر سے کم

توفیق پر مدار ہے نعتِ رسولؐ کا
رشتہ ہے اس کمال کا سعیٔ ہنر سے کم

وہ دل کی دھڑکنوں میں چھپے ہیں کچھ اسطرح
دیکھا ہے اُن کو دل سے بہت اور نظر سے کم

اک عالمِ سرور ہے اور ذکرِ مصطفےٰؐ
صہبا کی گفتگو ہے دلِ بے خبر سے کم

○

حدیث گوئے مہ و مہر سے روایت ہے
کہ میرا فن مرے فنکار کی عنایت ہے

اتر گئی ہے مرے دل میں شاعری بن کر
وہ روشنی جو ستارہ کشِ ہدایت ہے

ہزار وسعتِ آفاق بھی ہے کم اُس کو
وہ آفتابِ تجلیٰ بے نہایت ہے

تمام عالمِ امکاں ہے صورتِ قرآں
ہر ایک منظرِ زرتاب ایک آیت ہے

زمانہ قدر شناسِ سخن نہیں صہبا
تمام اہلِ نظر سے مجھے شکایت ہے

○

حسنِ یوسفؑ، دمِ عیسٰیؑ، یدِ بیضا تیرا
معجزہ سارے رسولوں کا ہے تنہا تیرا

جو سمندر، جو محبت، جو تجلّی کا دیار
وہ سفینہ، وہ خزینہ، وہ مدینہ تیرا

تو نے کس دل کو مہ و مہر کی تنویر نہ دی
کس اندھیرے پہ اجالا نہیں برسا تیرا

تُو وہ دریائے کرم ہے کہ تری رحمت سے
ڈوب سکتا ہی نہیں ڈوبنے والا تیرا

ہاں قدم بوس ہوا پاسِ ادب سے لیکن
دلِ بیتاب نے دامن نہیں کھینچا تیرا

تیرے قرآں کا نہیں صرف سرِ خاک نزول
سرِ آفاق بھی اترا ہے صحیفہ تیرا

روح کے غارِ حرا میں ہے تری یاد میں گم
ہاں وہی شاعرِ تنہا، وہی صہبا تیرا

○

حرف میرے کر رہے ہیں، برگ و گل کی ترجمانی
روح پر اتری ہے کیسے، موسموں کی شادمانی
تو سکوتِ جستجو ہے، تو طلسمِ گفتگو ہے
تو ہی صحرا کی خموشی، تو ہی دریا کی روانی
تو اجالا راستوں کا، تو ستارہ منزلوں کا
تیری ضَو میں چل رہے ہیں، زندگی کے کارواں
کیا تفکّر، کیا تصوّر، تو تحیّر ہی تحیّر
اے کلامِ لازمانی، اے قیامِ لامکانی
تا ابد قرآن جس کا روشنی دیتا رہے گا
وہ چراغانِ ازل ہے، تو سرِ دنیائے فانی
ہیں شبِ معراج کی تابانیاں اسکا حوالہ
آدمی پر کھل چکے ہیں سارے رستے کہکشانی
میرے مولاؐ نے اے صہبا، حوصلہ بخشا ہے ایسا
میں رہا پستی میں لیکن خواب دیکھے آسمانی

○

اُتری ہیں جس کی روح پہ آیاتِ بیّنات
روشن اسی کے نقشِ قدم سے رہِ نجات

اس عالمِ تضاد کا آئینہ دار ہے
صحراؤں کا وجود سرِ دجلہ و فرات

آیا اندھیری رات میں مشعل بکف وہ نور
اُترا دیارِ سنگ میں وہ آئینہ صفات

ہاں گوشۂ اماں کی طرح سیلِ مرگ میں
پامردیوں کا نام ہے قد قامت الصلوٰۃ

دنیا کو جاہ و مال عطا ہو مگر مجھے
اے آستانِ علم، فقط علم کی زکوٰۃ

میں لکھ رہا ہوں جب سے قصیدے حضور کے
وا ہو رہا ہے مجھ پہ جہانِ مکاشفات

کرنیں بکھر رہی ہیں سرِ عالمِ خیال
مصرعوں میں ہو رہا ہے نزولِ تجلیات

صہبا مجھے بھی عشق ہے خاکِ حجاز سے
لکھ دو مرے کلام پہ بھی الحجازیاتؔ

؎ ایک مصری شاعر کے دیوان کا نام

نعت عنواں شاعری میں، غیر کی مدحت کہاں
دولتِ دنیا کہاں اور وہ درِ دولت کہاں

آج بھی دشنامِ دنیا، نام ہے بوجہل کا
تو جسے ٹھکرائے آقا اسکی پھر عزت کہاں

جس کے آگے ہر بلندی کا تصوّر ہیچ ہو،
آدمی کو مل سکا ہے یہ قد و قامت کہاں

کر سکے محدود جس میں تجھ سے لامحدود کو
اس زمین و آسماں میں اسقدر وسعت کہاں

رسم گر تجھ سے نہ چلتی صبر و استقلال کی
پتھروں سے جیت سکتے آئینہ فطرت کہاں

سوچتا ہوں عالمِ انوار، میں صرفِ طلوع
تھی شبِ معراج سے پہلے، شبِ ہجرت کہاں

ڈوب کر پائی ہے صہبا صرف قطروں کی نمی
میں سمندر کو بھی پالوں، یہ مری قسمت کہاں

○

شبِ معراج کے آئینہ نُما،
سِدرہ و کرسی و عرش و طُوبیٰ

زِندگی جہدِ مسلسل کی نقیب
صورتِ سعیٔ صفا و مروہ

ایک ترتیبِ مکافاتِ عمل
نیل و فرعون و عصا و موسیٰ

دِل فروزی کا بہانہ ہے فقط
شعلۂ جاں سے تنگ و تازِ صبا

میں خطاکار و گنہگار مگر
وہ سزابخش و خطاپوش مرا

خواہشِ روشنیٔ فن ہے اگر
تو شبِ فکر میں آنکھوں کو جلا

اس کے دیدار کی حسرت ہے اگر
ہاں جھکا اور نگاہوں کو جھکا

نعت لکھنی ہے تو صہبا پہلے
دِل میں سوئے ہوئے سورج کو جگا

○

تُو نور ہے چرخِ چنبری کا
کس کو ہے دماغ ہمسری کا

یثرب کی طرف رواں دواں ہے
ہر قافلہ ماہ و مشتری کا

جُز تیرے کسے ملا ہے منصب
ظلمت میں ستارہ لشکری کا

شہرہ ہے مگر نشاں نہیں ہے
عیسیٰؑ کی حیات پروری کا

قرآن کی شکل میں ہے زندہ
اعجاز تری پیمبری کا

نعتوں نے دیا ہے مجھ کو صہبا
دیوان، بہارِ عنبری کا

ہو گی اُس نور سے بعد میں گفتگو
پہلے آنکھیں کریں، آنسوؤں سے وضو

اِس لئے یہ شکستہ دِلی ہے قبول
اُن کی رحمت کرے چاکِ دل کا رفو

آج قرطاس پر پھر نعتِ نبیؐ
پھول بکھرا گیا موسمِ مشکبو

کیسا رِشتہ ہے یہ فکر و احساس کا
میں تری جستجو، تو مرے چار سو

رند ہوں اُس نگر کا میں صہبا جہاں
کوثری ہے فضا، زمزمی ہیں سُبو

○

وہ مُسلسل روشنی ہیں، وہ سحَر اندر سحَر ہیں
اُن کے ہی نقشِ قدم پر ماہ و انجم کے سفر ہیں

اُن کے جلوے جاودانی، اُن کے رستے کہکشانی
اُن کی تابانی سے روشن، روشنی کے سب نگر ہیں

نغمگی اسم محمدؐ سے ہے اِس دنیا میں ورنہ
قریۂ صوت و صدا کے سارے نغمے بے اثر ہیں

دیدۂ بینا کی دولت، سب کی قسمت میں کہاں ہے
اُن کے جلوے دیکھتے ہیں خواب جن کے معتبر ہیں

جاں نثارانِ محمدؐ کارگاہِ زندگی میں
پہلے بھی زندہ تھے لیکن مر گئے تو زندہ تر ہیں

لکھ رہا ہوں نعت صہبا، شور یہ دل میں ہے کیسا
حرف میرے گونجتے ہیں یا فرشتے نغمہ گر ہیں

○

اِدھر بھی دیکھ ارے او سحر کے مشتاقی
کتابِ شب کو ملی ہے ستارہ اوراقی

ہمیں قبول نہیں دشت و در کی یہ تقسیم
ہم اہلِ دل کا ازل سے چلن ہے آفاقی

زمین جس کے حوالے سے مانگتی ہے دُعا
اسی کے دم سے ملی ہے زمیں کو رزّاقی

مہ و نجوم بھی ہرگز نہ ہوں گے گُل جب تک
چراغِ مصطفوی کی نمود ہے باقی

گمانِ تشنہ لبی ہے حرام میرے لیے،
قسیم و کوثر و تسنیم ہے مرا ساقی

میں ایک موسمِ عیسیٰ نفس میں رہتا ہوں
مجھے خدا سے ملی ہے ہنر کی خلّاقی

○

عجب ہے دِل کی سرشاری کا ساماں جو میں رکھتا ہوں
ہے ان کے درد کا صدقہ وہ درماں جو میں رکھتا ہوں

مرے سینے میں تابانی ہے اسمائے محمدؐ کی
چراغوں سے نہیں ممکن چراغاں جو میں رکھتا ہوں

ادب گاہِ محمدؐ میں جنُوں کے باوجود اے دِل
سدا بے چاک رہتا ہے گریباں جو میں رکھتا ہوں

اُترتی ہیں عجب آیات دل پر، نُطقِ احمدؐ سے
کسی کے پاس کیا ہوگا وہ قرآں جو میں رکھتا ہوں

یہ غم کیشی، یہ بے خویشی، یہ دِل ریشی یہ درویشی
کہاں شاہوں کو ملتا ہے یہ ساماں جو میں رکھتا ہوں

فرشتے عرش پر پڑھے جائیں صہبا تو تعجب کیا
صحیفہ اِس زمیں کا ہے وہ دیواں جو میں رکھتا ہوں

حضورؐ کیسے کروں جنگ اس زمانے سے
مِری سپاہ ہے پیچھے، قتال سامنے ہے

حضورؐ آپ کی اُمت کو یہ بتائے کون
زوال یوں ہے کہ حدِ کمال سامنے ہے

کِسے ہے فرصتِ دیدارِ چہرۂ ملّت
اگرچہ آئینۂ ماہ و سال سامنے ہے

بھٹک رہے ہیں اندھیروں میں بے خبر ورنہ
وہ آستانِ ستارہ مثال سامنے ہے

یہ انقلاب پسندانِ عصر سے کہہ دو
کہ انقلابِ نبیؐ کی مثال سامنے ہے

تو کیا ہمیں بھی کہا جائے اُمتیؐ ان کا
جواب کوئی نہیں اور سوال سامنے ہے

یہ عاجزی بھی قیامت ہے نعت میں صہبا
بیاں کی تاب نہیں اور خیال سامنے ہے

نہ فکرِ زیدؓ، نہ روحِ بلالؓ سامنے ہے!
کہ مدرسوں میں فقط، قیل وقال سامنے ہے

زباں پہ اسم محمدؐ ہے اور رُخ بے نوُر
وہ حال دل کا بھی ہوگا، جو حال سامنے ہے

کسے خبر ہے سرِ عرش حکمرانی کی:
کہ اہلِ فرش کا جاہ وجلال سامنے ہے

تری تلاش ہے کس کو وہاں مدینۂ علم
جہاں خزینۂ مال و منال سامنے ہے

نمازیوں کی صفیں مسجدوں میں ہیں لیکن
یہ اتحاد بہ امرِ محال سامنے ہے

وہ رن پڑا ہے دلوں میں کہ ہر نظر کے لیے
بس ایک عرصۂ جنگ وجدال سامنے ہے

آخری ورق

میری کتابِ نعت کا یہ آخری ورق
اک جبرِ مفلسی کے سوا کچھ نہیں حضورؐ

دامن کشِ خیال ہے وہ تنگ دامنی
کرتی ہے دِل کا خون جو ہر حال میں ضرور

دنیا کا ظرف بھی ہے نگاہوں کے سامنے
اس واسطے کتاب کی محدود ہیں سطور

ورنہ حضورؐ آپ کی مدحت میں یہ قلم
ہر دامنِ سحر کو بناتا حدیثِ نورؐ

سرکارؐ کا سپاس گزارِ ازل یہ دل
اکرامِ منقبت سے ہوا ہے ہمہ شکور

پابندیٔ ضخامت و تعدادِ شعر سے
کب مطمئن ہوا ہے، مرا قلبِ ناصبور

افسوس ناتمام رہی دل کی گفتگو
افسوس اختتام کو پہنچی شبِ سرور

دیوان اور دل میں مرے فرق ہے کہاں
دونوں سمیٹ لایا ہوں سرکار کے حضور

یا محمدؐ یا رسولؐ

تُو تجلّی در تجلّی، آسماں در آسماں
تُو ستارہ در ستارہ، کہکشاں در کہکشاں
فرش سے تا عرش تھی تیری مسافت بے گماں
ثابت و سیّار بھی ٹھہرے ترے قدموں کی دھول
یا محمدؐ یا رسولؐ

عرش کی تابندگی تھی تیری اعلیٰ مرتبی
کس کو حاصل ہوسکی ہے یہ ستارہ منصبی
وہ شہِ معراج تُو ہے جس کی خاطر اے نبیؐ
گردشوں نے سانس روکی وقت نے بدلے اصول
یا محمدؐ یا رسولؐ

سایۂ رحمت کی صورت، پرتوِ ذاتِ اَحد
آیۂ صبحِ ازل، سرمایۂ شامِ ابد
اے شبستانِ جہاں میں نورِ اللہ الصّمد
تجھ سے یہ دنیا ہے ورنہ ساری دنیا ہے فضول
یا محمدؐ یا رسولؐ

تو شعاعوں کا تبسّم، تو اُجالوں کا سرور
ہر کرن تیری گواہی، ہر سحر تیرا ظہور
غیر ممکن ہے کسی شب، اے طلوعِ صبحِ نور
تیرے در کی پاسبانی، یہ ستارے جائیں بھول
یا محمدؐ یا رسولؐ

ظلمتِ شامِ بشر میں، مثلِ مہر و ماہ تو
آمنہ کے دل کی دھڑکن، رُوحِ عبداللہ تو
حق نژاد و حق نسب واللہ واللہ تو
جلوۂ پیشانیٔ آدمؑ، ترا نورِ قبول
یا محمدؐ یا رسولؐ

چشمِ عبدالمطلب میں تُو سکونِ دشت و راغ
تو ابوطالب کے روز و شب میں سامانِ فراغ
تیری تابانی سے روشن تیرے گھر کا ہر چراغ
کیا حسینؑ اور کیا حسنؑ اور کیا علیؑ اور کیا بتولؑ
یا محمدؐ یا رسولؐ

رات چھا جاتی ہے جب لہرا کے گیسو خم بہ خم
دیدۂ شبنم سے موتی ٹوٹتے ہیں نم بہ نم
تو دُرودِ دمبدم کی برکتوں سے صبحدم
روشنی کرتا ہے سورج تیرے ہی در سے وصول
یا محمدؐ یا رسولؐ

تیرے ہی بابِ نعم سے بارشِ لطف و نعم
تیرے ہی اشکوں کے نم سے سینۂ صحرا میں نم
تیرے ہی دستِ کرم سے رشتۂ ابرِ کرم
تیرے ہی نقشِ قدم سے دین و دنیا کا حصول
یا محمدؐ یا رسولؐ

اے ہمہ میزان و قرآں، شارعِ دنیا و دیں
اے ہمہ حلم و حکم، والا حَشم، اعلیٰ نگیں
حق عدیل و عادل و عدل و عدالت آفریں
غیر ممکن ہے ترے فرمانِ عالی سے عدول
یا محمدؐ یا رسولؐ

تُو وقارِ استقامت، تُو شجاعت کا شرف
خندق و بدر و اُحد کی تُو صدائے لاتخف
کہہ رہے ہیں غازیانِ لشکرانِ صف بہ صف
تُو خوشی بن جائے جن کی وہ نہیں ہوتے ملول
یا محمدؐ یا رسولؐ

جب تلک دنیا نہ تیرے نُور کو اپنائے گی
لاکھ مہر و ماہ چمکیں، تیرگی لہرائے گی
جو دُعا تیرے حوالے سے نہ مانگی جائے گی
وہ دعا ہرگز نہ ہوگی، درگہِ حق میں قبول
یا محمدؐ یا رسولؐ

ارتقا کے دور میں بھی بے یقیں نوعِ بشر
کیا بھٹکتی پھر رہی ہے تیرے در کو چھوڑ کر
منکرانِ نورِ حق ہیں، بے دریغ و بے خطر
آج بھی بوجہل کے لشکر سے وابستہ جہول
یا محمدؐ یا رسولؐ

کس کو آزادی ہے حاصل، ساری دنیا ہے غلام
صرف کچھ ہاتھوں میں ہے سارے زمانے کا نظام
اور ان کے درمیاں بھی اک کشاکش ہے مدام
وہ کشاکش جو اڑا سکتی ہے کہساروں کی دھول
یا محمدؐ یا رسولؐ

اسلحہ سازوں کی دنیا، آتشِ نمرود ہے
موت کے سوداگروں کی زندگی بارود ہے
اس زمیں پر پھول کم ہیں، آگ لامحدود ہے
تو کرے چشمِ کرم تو آگ میں لہرائیں پھول
یا محمدؐ یا رسولؐ

اِس سے پہلے چھوڑ دے رقصِ چمن بادِ نسیم
اِس سے پہلے پھوٹ پڑے اِس خاک پر نارِ جحیم
آنکھ مَل کر جاگ اُٹھے، آخری جنگِ عظیم
پھر سِکھا دے شعلہ کاروں کو بہاروں کے اصُول
یا محمّدؐ یا رسُولؐ

اہلِ شر کے پاس ہیں وہ ایٹمی آتش فشاں
راکھ ہو جائے گا جن کی آگ سے سارا جہاں
اِس سے پہلے اُڑ کے رہ جائیں زمیں کی دھجّیاں
رحمت للعالمینؐ کر اپنی رحمت کا نزُول
یا محمّدؐ یا رسُولؐ

مُستند ہے معتبر ہے، مُقتدر ہے تیرا نام
دے اماں نوعِ بشر کو، اے امینِ صبح و شام
عالمِ انسانیت کی خیر ہو، خیر الانام
یہ عریضہ، یہ نوا، یہ التجا کر لے قبُول
یا محمّدؐ یا رسُولؐ

****

صہبا اختر

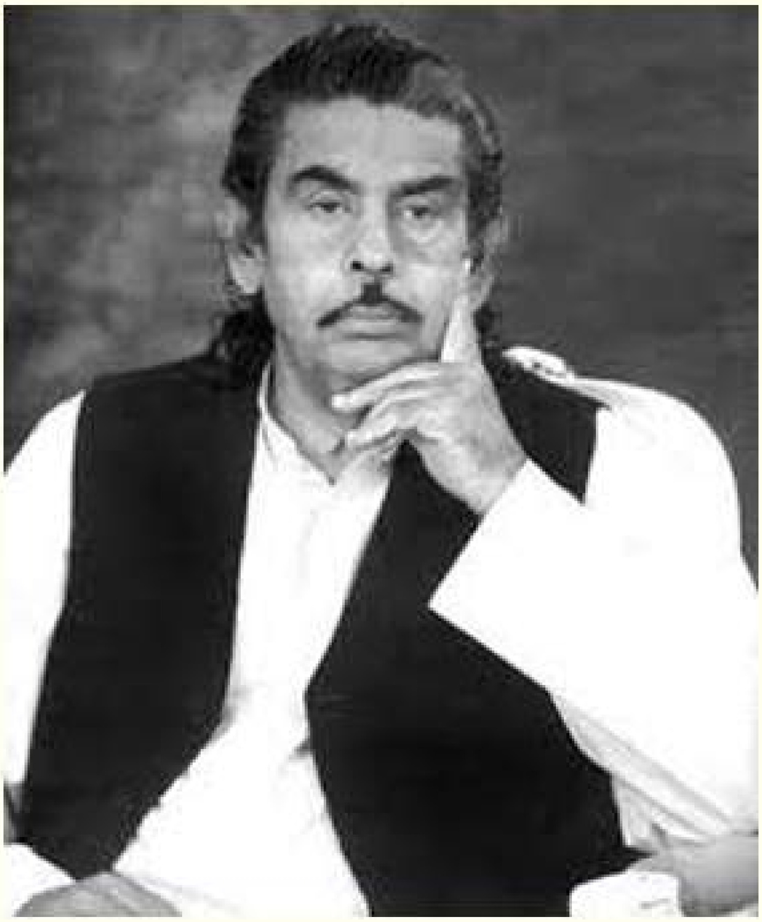

میں وہ ہوں جسے ایک مدینے کے علاوہ
ہر گوشۂ دُنیا میں غریب الوطنی ہے